زندگی بھر کی عبادت اک طرف
متقی کی ایک ساعت اک طرف
رکھ نظر رمضان میں تقویٰ پہ تو
تاکہ مقصد ہو نہ جائے بر طرف
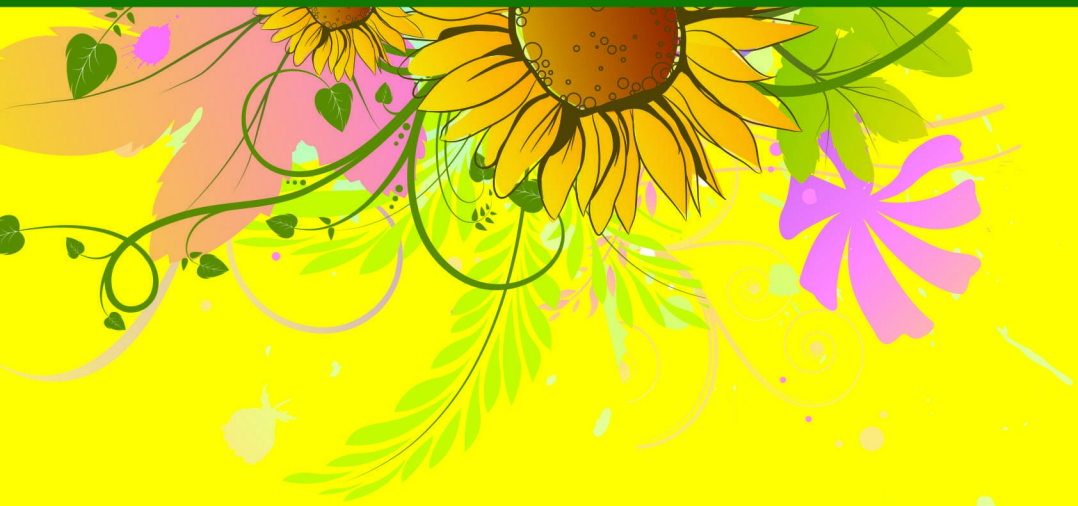
رمضان المبارک

تقویٰ

حاصل کرنے کا سیزن

ازافادات : حضرت حاجی شکیل احمد صاحب مدظلہ العالی
مجازِ بیعت : حضرت اقدس مفتی محمد حنیف صاحب رحمۃ اللہ علیہ

رمضان المبارک

تقویٰ ۱

حاصل کرنے کا سیزن

ہر مشکل آسان
گناہوں کی معافی
عمل کم نفع زیادہ
جنت کا عیش

غیب سے روزی
ہر کام میں سہولت
دھوکے سے حفاظت
اور بھی بہت کچھ
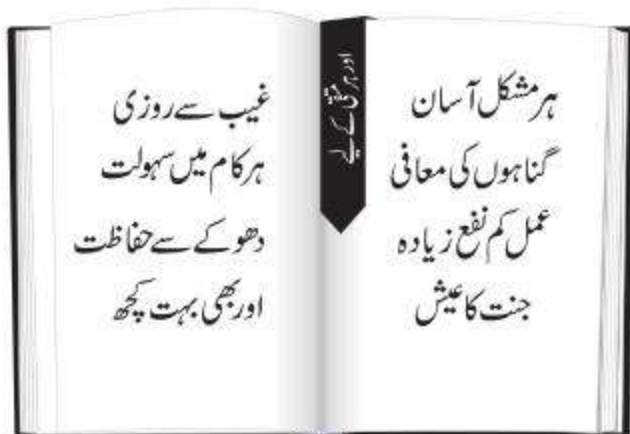
افادات

حضرت حاجی شکیل احمد صاحب مدظلہ العالی

مجاز بیعت

عارف باللہ حضرت مفتی محمد حنیف صاحب رحمۃ اللہ علیہ

ناشر

پلاٹ نمبر ۱۸، شاپ نمبر ۱، بشریٰ پارک، بھویل، نئی ممبئی، انڈیا۔

فون نمبر: 9004669180 / 9892915021 -91+

ویب سائٹ: www.shriat.info

تفصیلات

نام کتاب	:	رمضان المبارک: تقویٰ حاصل کرنے کا سیزن
ازافادات	:	حضرت حاجی شکیل احمد صاحب مدظلہ العالی
تقریظ	:	مفتی محمد زید صاحب، مظاہری ندوی
تعداداشاعت	:	ایک ہزار
باراشاعت	:	اول
ناشر	:	حرا پبلی کیشن، پنویل، نئی بمبئی
قیمت	:	MRP.₹ 80/- (اسی روپے)

ملنے کے پتے

• ادارۂ اسلامیات

(۳۶، محمد علی روڈ، ممبئی ۳، انڈیا) Ph: 022-23435243

• اسلامک بک سینٹر

(ترمبو کمپلکس، دودھ گنگا روڈ، کرن نگر، سری نگر، کشمیر) Ph: 09906786452

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

حرا پبلکیشن

تعارف... مقاصد... سرگرمیاں

"**حرا پبلکیشن**" کسی کی ذاتی مِلک نہیں؛ بل کہ یہ ادارہ "**وقف للہ**" ہے۔

ادارے کا مقصد یہ ہے کہ:

۱۔ علمائے حق کی ضخیم کتابوں سے امت کی دینی ضرورت کے مطابق چھوٹے کتابچے تیار کئے جائیں تا کہ ہر ایک کے لیے خریدنا اور پڑھنا دونوں آسان ہو۔

۲۔ امت کی دینی ضرورت کے مطابق، عام فہم کتابیں مختلف زبانوں میں شائع کی جائیں، تا کہ دینی بیداری کے ساتھ ساتھ، دین کے تمام شعبوں کا علم حاصل کرنا بھی ہر ایک کے لیے آسان ہو سکے۔

"**حرا**" کی کتابیں طباعت کے اعلیٰ معیار کے مطابق، عمدہ کاغذ اور خوبصورت سے خوبصورت ٹائٹل کے ساتھ شائع کی جاتی ہیں، تا کہ دینی کتابوں کا باطنی اور ظاہری حسن دونوں باقی رہے۔

اللہ کا شکر ہے کہ "**حرا پبلکیشن**" کی کتابیں عوام و خواص میں پسندیدگی کی نگاہ سے دیکھی جا رہی ہیں، معیاری طباعت کی وجہ سے کتابیں کچھ مہنگی تو ضرور ہوتی ہیں، مگر اہلِ ذوق پسند کرتے ہیں اور اہلِ دل دعائیں دیتے ہیں۔

گزارش ہے کہ آپ بھی "**حرا**" کی کتابیں خریدیں، خود پڑھیں، علماء کرام اور پڑھنے والے دوست و احباب کو ہدیۃً پیش کریں۔ اللہ تعالیٰ ادارے کو ہر شر سے بچا کر ہر طرح کی ترقیات سے نوازے اور تمام معاونین کے لیے دنیا و آخرت کا ذخیرہ بنائے۔

احبابِ حرا

تقریظ

حضرت مولانا مفتی محمد زید صاحب مظاہری، استاذ دارالعلوم ندوۃ العلماء، لکھنؤ

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

تقویٰ کہتے ہیں ڈرنے اور بچنے کو، یعنی اللہ تعالیٰ سے ڈرنا اور اسی ڈر کی وجہ سے ناجائز خواہشات اور تمام قسم کے منکرات و معاصی اور فواحش سے بچنا۔ بس اسی کا نام تقویٰ ہے۔ حق تعالیٰ کا فرمان ہے: وَاَمَّا مَنۡ خَافَ مَقَامَ رَبِّہٖ وَنَہَی النَّفۡسَ عَنِ الۡھَوٰی۔ فَاِنَّ الۡجَنَّۃَ ھِیَ الۡمَاۡوٰی۔

جو اپنے رب کے پاس (قیامت میں) جوابدہی کے خیال سے ڈرا، اور (اُسی ڈر کی وجہ سے) نفس کو ناجائز خواہشات سے روکا، تو ایسے شخص کا ٹھکانا جنت ہے۔

تقویٰ ایسی صفت ہے کہ قرآن پاک میں جابجا اس کی تاکید کی گئی ہے۔ فرمایا گیا ہے: یٰاَیُّھَا الَّذِیۡنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰہَ۔ اے ایمان والو! اللہ سے ڈرو، یعنی تقویٰ اختیار کرو۔ اللہ تعالیٰ نے اپنی وسیع و عریض جنت کا تذکرہ کرکے اخیر میں فرمایا: اُعِدَّتۡ لِلۡمُتَّقِیۡنَ۔ یہ جنت تقویٰ والوں کے لیے تیار کی گئی ہے۔

حضرت مولانا محمد الیاس صاحبؒ فرماتے ہیں:

''خواہشاتِ نفسانیہ سے رکنے کا نام تقویٰ ہے۔''

تقویٰ حاصل کرنے کا سب سے بہتر زمانہ رمضان المبارک کا مہینہ ہے۔ اللہ تعالیٰ نے رمضان کے روزوں کو فرض ہی اسی واسطے کیا ہے تاکہ تم متقی بن جاؤ۔ چناں چہ روزہ کی فرضیت کا تذکرہ کرنے کے بعد اخیر میں فرماتا ہے: لَعَلَّکُمۡ تَتَّقُوۡنَ کہ تم پر روزہ اسی لیے فرض کیا گیا ہے تاکہ تم متقی بن جاؤ۔ معلوم ہوا کہ رمضان المبارک کا مہینہ ایسا ہے کہ جس میں آسانی سے تقویٰ حاصل کیا جاسکتا ہے اور یہی رمضان المبارک کا اصل فائدہ

ہے اور اگر اس ماہ میں آدمی متقی نہیں بن سکا تو پھر کسی اور زمانے میں اس کا متقی بننا مشکل ہے اور جو ایک ماہ کے لیے تقویٰ اختیار کرلے گا، اس کی برکت سے ان شاء اللہ گیارہ مہینے متقی رہے گا۔ متقی اللہ تعالیٰ کا محبوب بندہ اور جنت کا مستحق بن جاتا ہے۔

تقویٰ کی حقیقت کیا ہے؟ رمضان المبارک میں آدمی کیسے متقی بن سکتا ہے اس کے لیے کون سے کام کرنے ہیں؟ کون سے چھوڑنے ہیں؟ اور یہ اعلیٰ درجہ کی صفت، نہایت آسانی سے کس طرح اس ماہ میں حاصل کی جاسکتی ہے؟ یہ اور اس موضوع سے متعلق دیگر تفصیلات آپ کو اس مختصر سے رسالہ میں نہایت جامع اور دل نشین انداز میں ملیں گی، جس کو جناب الحاج شکیل احمد صاحب دامت برکاتہم (خلیفہ حضرت مولانا مفتی محمد حنیف صاحب رحمۃ اللہ علیہ) نے معتبر کتب اور اکابر علما کے افادات سے اخذ کرکے اپنے الفاظ میں نہایت آسان اور دل نشین اسلوب میں مرتب فرمایا ہے۔ اللہ تعالیٰ محض اپنے فضل وکرم سے اس رسالہ کو قبول فرمائے اور اس کی برکت سے مجھے بھی صحیح معنی میں اس صفت سے مالا مال فرمائے۔

محمد زید مظاہری ندوی

استاذ حدیث دار العلوم ندوۃ العلماء، لکھنؤ۔

۳۰/جون ۲۰۱۴ء

مطابق یکم رمضان المبارک ۱۴۳۵ھ

فہرست مضامین

اپنی بات

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

نَحۡمَدُہٗ وَنُصَلِّیۡ عَلٰی رَسُوۡلِہِ الۡکَرِیۡمِ ۔ اَمَّابَعۡدُ

اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے قرآن کریم میں مختلف مقامات پر تقویٰ حاصل کرنے کا حکم فرمایا ہے۔ اللہ پاک کا محبوب اور ولی بننے کے لیے تقویٰ حاصل کرنا بنیادی شرائط میں سے ہے، بغیر تقویٰ کے آج تک نہ کوئی اللہ کا محبوب بنا اور نہ کبھی بن سکتا ہے۔ اللہ پاک کا حکم ہے: اِنۡ اَوۡلِیَآءُہٗۤ اِلَّا الۡمُتَّقُوۡنَ

اللہ تعالیٰ صرف متقیوں کو ہی اپنا دوست بناتا ہے۔

قرآنِ کریم میں ایک جگہ جنت کا تذکرہ فرما کر اللہ تعالیٰ نے یوں ارشاد فرمایا ہے: اُعِدَّتۡ لِلۡمُتَّقِیۡنَ کہ یہ جنت متقیوں کے لیے بنائی گئی ہے۔

حضرت ابوذر غفاریؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں ایسی آیت جانتا ہوں کہ اگر لوگ اس پر عمل کرلیں تو ان کے واسطے دین و دنیا کے لیے کافی ہوجائے۔ وہ آیت یہ ہے: یٰۤاَیُّہَا الَّذِیۡنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰہَ حَقَّ تُقٰتِہٖ

’’اے ایمان والو! اللہ سے ڈرتے رہو جیسا کہ اس سے ڈرنے کا حق ہے۔

بندہ کسی بھی نیک عمل سے اتنی جلدی اللہ کا قُرب حاصل نہیں کرسکتا، جتنا تقویٰ کی بدولت حاصل کرسکتا ہے۔

کتاب وسنت سے یہ بات ثابت ہے کہ تقویٰ اختیار کرنے میں ہی مومن کی خیر اور بھلائی ہے... تقویٰ ہی عبادات کی قبولیت کا ضامن ہے ... تقویٰ دین ودنیا کی تمام کامیابیوں اور بھلائیوں کا سرچشمہ ہے... تقویٰ سے اللہ کی معیت... رزق کی فراوانی... ہرکام میں آسانی... مصائب سے نجات... دھوکے سے حفاظت... پرلطف زندگی... عزت واکرام ... اللہ کی ولایت کا تاج... گناہوں کا مٹادیا جانا... دوزخ سے نجات... اللہ کی مدد ونصرت... مخلوق پر بالا دستی اور غلبہ ... نیز دین ودنیا کے بے شمار

فائدے حاصل ہوتے ہیں۔

تقویٰ کی اہمیت کا اندازہ اس بات سے بھی بخوبی لگایا جاسکتا ہے کہ ایمانی صفات اور دوسری عبادات میں کمال پیدا کرنے کے لیے اللہ تعالیٰ نے کوئی مخصوص مہینہ یا سیزن نہیں بنایا، جبکہ تقویٰ حاصل کرنے کے لیے رمضان المبارک کا مخصوص مہینہ عطا فرمایا ہے۔اس ماہِ مبارک میں نفس وشیطان کی سرگرمیوں کو کمزور کر کے تقویٰ حاصل کرنا آسان بنادیا گیا، حکم ہوا کہ: ''اے ایمان والو! ایسا تقویٰ اختیار کرو، جیسا تقویٰ اختیار کرنے کا حق ہے''

اللہ تعالیٰ چاہتے ہیں کہ تقویٰ کے میدان میں ایمان والے ایک دوسرے سے آگے بڑھیں، چناں چہ قرآن کریم میں تقویٰ میں خوب آگے بڑھنے کا حکم دیا گیا اور دعا سکھائی گئی:

''کہ اے اللہ! ہمیں متقیوں کا امام بنادیجیے!

رمضان المبارک جو تقویٰ حاصل کرنے کا موسم اور سیزن ہے۔رحمتوں اور برکتوں بھرا یہ مہینہ ہر سال ہمارے پاس آتا ہے، مگر عام طور سے دیکھا یہ جاتا ہے کہ جس قدر اس ماہِ مبارک میں تقویٰ حاصل کرنے کا اہتمام ہونا چاہئے، اُس سے مجرمانہ حد تک غفلت برتی جاتی ہے۔ افطار کی تیاری... عید کی خریداری اور دوسری غیر ضروری مشغولیتوں میں رمضان المبارک کا قیمتی وقت ضایع کردیا جاتا ہے۔اور رمضان المبارک میں سرکش شیاطین کے قید کیے جانے ،اور روزہ وتراویح کی برکت سے نفس کے ''اَدھ مرا'' ہونے کی وجہ سے جو برائیاں از خود کم ہوجاتی ہیں... ہم صرف انھیں پر اکتفا کرلیتے ہیں۔نفس کے ساتھ مجاہدہ کرکے تمام گناہوں اور برائیوں کو چھوڑنے کی فکر نہیں کرتے ،جس کا انجام یہ ہوتا ہے کہ رمضان المبارک میں روزے اور تراویح کے اہتمام کے باوجود ہماری زندگی میں کسی طرح کی کوئی تبدیلی نظر نہیں آتی۔

اسی ضرورت کو محسوس کرتے ہوئے یہ مختصر رسالہ مرتب کیا گیا، اللہ سبحانہ وتعالیٰ اس کے فائدے کو عام وتام فرمائے تاکہ رمضان المبارک کا مہینہ ہم سب کے لیے کامل تقویٰ کے حصول کا ذریعہ بن جائے۔آمین۔

والسلام

شکیل احمد، پنویل، ممبئی

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

رمضان کیا ہے؟

سال کے تمام مہینوں میں سب سے بابرکت اور فضیلت والا مہینہ رمضان المبارک ہے۔ اللہ تبارک وتعالیٰ کا ارشاد ہے:

شَهْرُ رَمَضَانَ الَّذِیْٓ اُنْزِلَ فِیْهِ الْقُرْاٰنُ

یعنی وہ کتاب، جو قیامت تک آنے والی پوری انسانیت کے لیے سرچشمۂ ہدایت ہے اُس پوری کتاب کو لوحِ محفوظ سے آسمانِ دنیا تک اسی بابرکت مہینہ میں اتارا گیا۔ نیز حدیث پاک میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا کہ رمضان المبارک، اللہ کا مہینہ ہے۔ ویسے تو تمام مہینے اللہ ہی کے ہیں، مگر اس ماہ مبارک کی اہمیت وفضلیت کی وجہ سے اللہ کے حبیب صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے خاص طور سے اس کی نسبت اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی طرف فرمائی۔ اس مہینہ میں اللہ تعالیٰ کی خصوصی تجلی اور رحمت نازل ہوتی ہے جو اور مہینوں میں نہیں ہوتی۔ اس مہینہ کے روزوں کو اللہ تبارک وتعالیٰ نے فرض فرمایا ہے اور اس کی تراویح کو سنت قرار دیا ہے۔ (ماخوذ از فضائل اعمال)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا ارشاد ہے: اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ انسان کا ہر عمل اس کے لیے ہے سوائے روزہ کے، کہ روزہ خالص میرے لیے ہے اور میں ہی اس کی جزاء دوں گا، اور روزہ ڈھال ہے۔ جب کبھی تم میں سے کسی کا روزہ ہو تو نہ تو بے ہودہ گفتگو کرے اور نہ گالیاں بکے، اگر کوئی گالی دے اور لڑنے لگے، تو اس سے کہہ دے کہ میں روزے سے ہوں۔ اور میں اس خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں جس کے قبضے میں محمد (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) کی جان ہے کہ یقیناً روزہ دار کے منہ کی بُو، اللہ جل شانہ کے نزدیک مشک کی خوشبو سے بھی زیادہ پسندیدہ ہے۔ روزے دار کے لیے دو خوشیاں ہیں پہلی: جب روزہ کھولتا ہے تو افطار سے خوش ہوتا ہے، اور دوسری: جب اپنے پروردگار سے ملے گا تو روزے کے بدلے انعام کے سبب خوش ہوگا۔

حضرت ابو امامہ باہلی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے عرض کیا: یارسول اللہ! مجھے کوئی ایسا عمل بتلا دیجیے جس کی وجہ سے اللہ تعالیٰ مجھ کو جنت میں داخل کردیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ خود پر روزہ رکھنے کو لازم کرلو؛ اس لیے کہ دین اور دنیا میں فائدہ پہنچانے والی کوئی چیز اس روزے کے مانند نہیں۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جو شخص اللہ کی راہ میں ایک دن کا روزہ رکھتا ہے اللہ تعالیٰ (اس ایک دن کے بدلے) اسے جہنم کی آگ سے ستر برس کی مسافت کے بقدر دور کردیتا ہے۔ نیز ایک حدیث میں ارشاد ہے کہ روزہ (جہنم کی آگ سے) ڈھال ہے۔ (بخاری ومسلم)

رمضان المبارک اللہ تعالیٰ نے کیوں دیا ہے

اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے رمضان المبارک کا مہینہ تقویٰ کے حصول کے لیے دیا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا پاک ارشاد ہے:

يَاأَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كُتِبَ عَلَيْكُمُ الصِّيَامُ كَمَا كُتِبَ عَلَى الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ.

ترجمہ: اے ایمان والو! تم پر روزہ فرض کیا گیا جس طرح تم سے پہلے لوگوں پر فرض کیا گیا تھا اس توقع پر کہ تم متقی بن جاؤ۔ (معارف القرآن جلد اول ص ۳۸۶)

یعنی اللہ تعالیٰ نے یہ مہینہ دیا ہی اس لیے ہے کہ ایمان والے متقی بن جائیں۔ اور تقویٰ کے نتیجہ میں انھیں دنیا وآخرت کی تمام بھلائیاں اور سعادتیں حاصل ہوجائیں۔

تقویٰ کیا ہے؟

(۱) امام نوویؒ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے جن کاموں کو کرنے کا حکم دیا ہے ان کو کرنا اور جن باتوں سے منع فرمایا ہے ان سے رک جانے کا نام تقویٰ ہے، تاکہ انسان اللہ کی ناراضگی اور عذاب سے بچا رہے۔

(۲) حضرت امام غزالیؒ ارشاد فرماتے ہیں، اے عزیز! تم کو یہ بات خوب سمجھ لینی چاہیے کہ تقویٰ ایک نادر خزانہ ہے، اگر تم اس خزانے کو پالینے میں کامیاب ہو گئے تو تمہیں اس میں بیش قیمت موتی اور جواہرات ملیں گے اور روحانی علم و دولت کا بہت بڑا خزانہ ہاتھ لگے گا۔ رزقِ کریم تمہیں میسر آجائے گا اور تم بہت بڑی کامیابی حاصل کرلوگے، بہت بڑی غنیمت پالوگے اور ایک ملکِ عظیم یعنی جنت کے مالک بن جاؤ گے۔ یوں سمجھو کہ دنیا و آخرت کی تمام بھلائیاں تقویٰ میں جمع کردی گئی ہیں۔ (احیاء العلوم)

(۳) علامہ سیوطیؒ فرماتے ہیں کہ تقویٰ اللہ کے تمام احکامات پر عمل کرنے اور تمام ممنوعات سے بچتے رہنے کا نام ہے۔ علامہ واقدیؒ نے لکھا ہے کہ تقویٰ کہتے ہیں کہ انسان اپنے باطن کو اپنے خالق کے لیے اس طرح مزین کرلے جیسا کہ وہ اپنے ظاہر کو مخلوق کے لیے آراستہ کرتا ہے۔ (تفسیر کبیر جلد اول ص ۲۴)

بعض بزرگوں نے کہا ہے کہ تقویٰ یہ ہے کہ بندہ اپنے خالق کی محبت میں اپنے نفس کی خواہشات پر چلنا چھوڑ دے۔ یعنی جن باتوں سے اللہ ناراض ہوتے ہیں، ان باتوں کے تقاضوں کے باوجود ان پر عمل نہ کر کے نفس کو ناراض اور اپنے مولیٰ کو راضی کرلے۔ اسی کا نام تقویٰ ہے۔

تقویٰ کی حقیقت ایک واقعہ سے سمجھنا آسان ہے۔ روایت میں ہے کہ حضرت عمر فاروقؓ نے حضرت ابی بن کعبؓ سے پوچھا کہ تقویٰ کیا ہے؟ انھوں نے اس بات کو سمجھانے کے لیے حضرت عمرؓ سے سوال کیا کہ کیا آپ کبھی خاردار جھاڑیوں والے تنگ راستے سے گذرے ہیں؟ انھوں نے کہا کہ ہاں! گذرا ہوں، حضرت اُبی بن کعبؓ نے پوچھا پھر ایسے وقت میں آپ کیا کرتے ہیں؟ انھوں نے کہا کہ اپنا دامن سمیٹ کر خوب احتیاط سے گذرتا ہوں تاکہ کوئی کانٹا کپڑے یا بدن سے نہ لگ جائے۔ انھوں نے کہا: بس تقویٰ یہی ہے۔ مطلب یہ کہ دنیا میں ہر طرف برائیوں اور اللہ تعالیٰ کی نافرمانیوں کے کانٹے لگے ہوئے ہیں، اور ان کے درمیان شریعت کے راستے پر اس طرح چلنا کہ خدا کا کوئی حکم ٹوٹنے نہ پائے، اسی کا نام تقویٰ ہے۔

علمائے کرام نے کامل تقویٰ بیان کرتے ہوئے، بدن کے ہر عضو کا علاحدہ تقویٰ بیان فرمایا ہے۔ جو مختصراً یہ ہے:

زبان کا تقویٰ: اس سے مراد یہ ہے کہ زبان سے کوئی بول بھی ایسا نہ بولے جو اللہ کی ناراضگی کا سبب بن جائے۔

دل کا تقویٰ: اس سے مراد یہ ہے کہ انسان دل میں کسی کے لیے حسد نہ رکھے اسی طرح تکبر، بغض، عناد، کینہ، عجب، انتقام اور دیگر امراض قلب سے دل کو پاک رکھے۔

آنکھ کا تقویٰ: یہ ہے کہ ہر طرح کے حرام دیکھنے سے آنکھوں کو محفوظ رکھا جائے۔

پیٹ کا تقویٰ: یہ ہے کہ حرام تو حرام مشتبہ مال کا ایک لقمہ بھی پیٹ میں نہ جانے پائے۔

ہاتھوں کا تقویٰ: یہ ہے کہ ہمارے ہاتھ کسی حرام چیز کی طرف نہ اٹھیں۔

قدموں کا تقویٰ: ہمارے قدم اللہ کی نافرمانی اور سرکشی کی طرف نہ بڑھیں۔

عبادت کا تقویٰ: عبادت خالص اللہ کے لیے ہو، کوئی دنیوی غرض مطلوب نہ ہو۔

اللہ تعالیٰ کا پاک ارشاد ہے: يَاأَيُّهَا النَّاسُ اعْبُدُوا رَبَّكُمُ الَّذِي خَلَقَكُمْ وَالَّذِينَ مِنْ قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُونَ۔

اے لوگو! اپنے رب کی عبادت کرو جس نے تم کو اور تم سے پہلے لوگوں کو پیدا کیا تا کہ تمہارے اندر تقویٰ پیدا ہو۔

اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے قرآنِ کریم میں قربانی، حج، روزہ بل کہ تمام عبادات کا مقصد تقویٰ ہی قرار دیا ہے۔ قربانی کے سلسلے میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے لَنْ يَنَالَ اللَّهَ لُحُومُهَا وَلَا دِمَاؤُهَا وَلَكِنْ يَنَالُهُ التَّقْوَى مِنْكُمْ۔ یعنی اللہ تعالیٰ کو نہ جانور کا گوشت پہنچتا ہے اور نہ اس کا خون، بل کہ قربانی کرنے والے کے دل کا تقویٰ اللہ کو پہنچتا ہے۔

اسی طرح حج جیسے عظیم الشان عمل کے سلسلے میں اللہ تعالیٰ کا پاک ارشاد ہے:

وَمَنْ يُعَظِّمْ شَعَائِرَ اللَّهِ فَإِنَّهَا مِنْ تَقْوَى الْقُلُوبِ۔ کہ تقویٰ والے ہی شعائر اللہ یعنی احکامِ حج کی تعظیم کرتے ہیں، اسی طرح ہر عبادت کا اصل مقصد تقویٰ قرار دیا ہے۔

تقویٰ قرآنِ کریم کی روشنی میں

قرآن مجید میں ایک جگہ ''لباسِ تقویٰ'' کی تعبیر اختیار کی گئی ہے۔ جیسے لباس، سردی اور گرمی سے بچا کر انسان کو زیب و زینت بخشتا ہے، اسی طرح تقویٰ بھی برائیوں سے بچا کر متقی کو وقار اور نکھار عطا کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا پاک ارشاد ہے:

''اگر تم تقویٰ اور صبر کرتے رہو گے تو یہ درحقیقت بہت ہی اولوالعزم لوگوں کا کام ہے۔''
(سورہ آل عمران)

اور اگر تم صبر کرو اور تقویٰ اختیار کرو تو دشمنوں کے مکر وفریب اور ان کی تدابیر کوئی نقصان نہ کر سکیں گی۔'' (سورہ آل عمران)

''اللہ تعالیٰ متقی، پرہیز گار اور اعمال صالحہ کرنے والوں کے ساتھ ہے۔'' (سورۃ النحل)

جو شخص اللہ سے ڈرے گا، اللہ اس کے لیے سبیل پیدا کردے گا، (گناہوں سے بچنے کی) اور اسے ایسی جگہ سے رزق عطا فرمائے گا جہاں سے اسے گمان بھی نہ ہوگا۔''
(سورۃ الطلاق)

''اللہ تعالیٰ تو پرہیز گاروں ہی کے اعمال قبول فرماتے ہیں۔'' (سورۃ المائدہ)

''بے شک! اللہ کے نزدیک زیادہ اکرام والا وہ ہے جو تم میں زیادہ متقی ہے۔''
(سورۃ الحجرات)

''جو لوگ ایمان لائے اور وہ اصحاب تقویٰ بھی تھے، ان کے لیے دنیا و آخرت کی زندگی میں خوش خبری اور بشارت ہے۔'' (سورۃ یونس)

''پھر ہم اہل تقویٰ کو جہنم سے نجات عطا کریں گے۔'' (سورۃ مریم)

ان کے علاوہ بھی قرآن کریم کی دوسری بہت سی آیتوں سے تقویٰ اور اہلِ تقویٰ کی اہمیت کا اندازہ ہوتا ہے۔ قرآن کریم کی روشنی میں علمائے کرام نے تقویٰ کے بہت سے فوائد شمار کرائے ہیں جن میں سے چند یہ ہیں:

۱:      اللہ تبارک وتعالیٰ خود متقی شخص کی تعریف فرماتے ہیں۔اللہ پاک کا ارشاد ہے:
"اگر تم تقویٰ اور صبر اختیار کرو گے تو بیشک یہ باہمت کاموں میں سے ہے"۔
۲:      متقی شخص دشمنوں کے شر سے محفوظ و مامون رہتا ہے۔"اگر تم تقویٰ اور صبر اختیار کرو گے تو تمہیں مخالفوں کے مکر و فریب، کچھ نقصان نہ پہنچا سکیں گے۔"
۳:۔   اہل تقویٰ کو تائیدِ خداوندی حاصل ہوتی ہے اور اللہ تعالیٰ ان کی مدد فرماتا ہے۔
جیسا کہ ارشاد خداوندی ہے:۔"بیشک اللہ تعالیٰ متقی اور نیکوکار لوگوں کے ساتھ ہے"۔
دوسری جگہ ارشاد ہوتا ہے"اور اللہ متقیوں کا ولی (حمایتی اور کارساز) ہے"۔
۴:۔   اہل تقویٰ میدان محشر کی ہولناکیوں اور وہاں کی شدتوں سے نجات میں رہیں گے اور دنیا میں انہیں کثیر مقدار میں رزقِ حلال نصیب ہوگا۔اللہ پاک کا ارشاد ہے:"جو شخص تقویٰ اور پرہیزگاری کو اپنا شعار بنالے گا اللہ اس کے لیے کشادگی پیدا کردے گا اور اسے ایسی جگہ سے رزق عطا کرے گا جہاں سے اسے وہم وگمان بھی نہ ہوگا۔"
۵:۔   تقویٰ کے باعث انسان اللہ تبارک وتعالیٰ کے یہاں اعزاز و اکرام کا مستحق ہوجاتا ہے۔اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں":تم میں سے اللہ تعالیٰ کے یہاں وہی زیادہ اکرام کا مستحق ہے جو زیادہ متقی ہے"۔
۶:۔اہل تقویٰ کو موت کے وقت ایمان اور آخرت میں نجات کی بشارت دی جاتی ہے۔
"جو لوگ ایمان لائے اور تقویٰ کی زندگی اختیار کی انہیں دنیا اور آخرت میں خوشخبری ہے"۔

تقویٰ حدیث کی روشنی میں

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ میں نے اللہ کے رسول ﷺ سے سوال کیا مجھے کچھ وصیت کیجئے آپ ﷺ نے فرمایا کہ میں تمہیں تقویٰ کی وصیت کرتا ہوں، اس لیے کہ یہ ہر بھلائی کی جڑ ہے۔(مسند احمد)
حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں تمھیں اللہ کے تقویٰ کی تلقین کرتا ہوں، اس لیے کہ یہ تمھارے سارے معاملات کو چمک اور روشنی بخشتا ہے۔(مسند احمد)

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے: ''میں تمھیں جلوت اور خلوت میں (یعنی مجمع اور تنہائی میں) اللہ کا تقویٰ اختیار کرنے کی تلقین کرتا ہوں'' (مسند احمد)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ کہتے ہیں کہ ایک مرتبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کسی نے سوال کیا سب سے زیادہ لوگوں کو جنت میں داخل کرنے والی چیز کیا ہے؟ اللہ کے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ تقویٰ اور حسنِ اخلاق۔ (ترمذی)

ایک صحابی نے سرکار مدینہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا، یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مجھے کچھ نصیحت فرما دیجیے۔ آپؐ نے فرمایا کہ تقویٰ کو لازم پکڑ لو، یہ تمام نیکیوں کی جڑ ہے۔''

حضرت عائشہ صدیقہؓ فرماتی ہیں کہ ''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دنیا کی کسی چیز کو تعجب اور پسندیدگی کی نگاہ سے نہیں دیکھتے تھے مگر متقی اور صاحب ورع کو۔''

ایک موقع پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے کسی نے عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول! آپ کی آل کون لوگ ہیں؟ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ ''ہر متقی بندۂ مومن میری آل ہے۔'' (غنیۃ الطالبین)

کسی بھی نیک عمل پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی آل ہونے کی خوش خبری نہیں سنائی۔ یہ سنہرے الفاظ جو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے متقی لوگوں کے لیے اپنی مبارک زبان سے ادا کئے، متقین کے لیے انعام ہیں اور بڑے اکرام و اعزاز کا باعث ہیں۔

ایک دفعہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ حلال بھی واضح ہے اور حرام بھی متعین ہے اور ان کے درمیان کچھ چیزیں مشتبہ ہیں، جن کے بارے میں ہر آدمی یقین کے ساتھ کوئی رائے قائم نہیں کرسکتا۔ لہٰذا، جس کے بارے میں شبہ ہو کہ یہ چیز حرام ہوسکتی ہے، اس سے بچو۔ یہ طریقہ اختیار کرنے والا اپنے دین اور اپنی آبرو کو بچا لیتا ہے اور شبہات کا ارتکاب کرنے والا ایک لحاظ سے حرام کا مرتکب ہو جاتا ہے، اس لیے کہ یہ ایسا ہی ہے جیسے کوئی شخص کسی دوسرے کی چراگاہ کے کنارے کنارے اپنے گلے (بکریوں کا ریوڑ) کو چرانے لگے، تو زیادہ امکان اسی بات کا ہے کہ اس کا گلہ دوسرے کی چراگاہ کی حد میں داخل ہو جائے

گا۔ یاد رکھو! ہر بادشاہ کی ایک اپنی چراگاہ ہوتی ہے، یاد رکھو، اللہ کی چراگاہ اس کی حرام کی ہوئی چیزیں ہیں۔ (مسلم، کتاب المساقاۃ)

چراگاہ کی مثال سے آپ ﷺ نے وہ حد متعین کر دی، جو ہمارے دین میں مطلوب ہے اور جسے قرآن مجید نے تقویٰ کے لفظ میں بیان کیا ہے۔ مطلب یہ کہ متقی آدمی صرف حرام کاموں سے ہی نہیں بچتا؛ بل کہ وہ ان چیزوں سے بھی، بچنے کی پوری کوشش کرتا ہے جو اگرچہ شریعت میں صراحت کے ساتھ تو منع نہیں کی گئیں، لیکن اسے ان پر عمل کرنا ٹھیک معلوم نہیں ہوتا۔

ایک دفعہ حضرت وابصہ رضی اللہ عنہ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ نیکی اور گناہ کی حقیقت کیا ہے؟ آپ ﷺ نے اپنے سینے پر ہاتھ رکھا اور فرمایا: اپنے دل سے پوچھو، اپنے نفس سے سوال کرو اور آپ ﷺ نے یہ بات تین بار دہرائی۔ پھر فرمایا: نیکی وہ ہے جس پر تمھارے دل کو اطمینان اور تمھارے نفس کو سکون حاصل ہو۔ اور گناہ وہ ہے جس پر تمھارے نفس میں خلش اور سینے میں الجھن محسوس ہو، اگرچہ لوگوں نے اس کے جواز کا فتویٰ دے دیا ہو۔

ایک دفعہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے ایک شخص کی عبادت اور ذکر الٰہی میں کثرت سے مشغول رہنے کا... اور دوسرے شخص کے حرام سے بچنے اور مشتبہ چیزوں سے دور رہنے کا ذکر کیا گیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ”پرہیزگاری سے کسی اور چیز کا مقابلہ نہ کرو۔“ یعنی پرہیزگاری کا مقام تو بہت بلند ہے۔

(ترمذی، کتاب صفۃ القیامہ)

دنیا و آخرت میں تقویٰ کے فائدے

تقویٰ کا فائدہ دنیا میں بھی ملتا ہے اور آخرت میں بھی۔ چند فائدے درج ذیل ہیں:

پہلا فائدہ: اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: وَمَنْ يَّتَّقِ اللّٰهَ يَجْعَلْ لَّهٗ مَخْرَجًا

یعنی اللہ تبارک وتعالیٰ متقی کے لیے دنیا و آخرت کے تمام مصائب و مشکلات سے نجات

کا راستہ نکال دیتے ہیں۔

یعنی متقی کے لیے" ہر مشکل آسان"

دوسرا فائدہ: اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: وَيَرْزُقْهُ مِنْ حَيْثُ لَا يَحْتَسِبُ۔ یعنی اللہ تعالیٰ اس کے لیے رزق کے ایسے دروازے کھول دیتے ہیں جن کی طرف اس کا دھیان بھی نہیں جاتا۔

یعنی متقی کے لیے روزی کا مسئلہ آسان۔

تیسرا فائدہ: ارشادِ ربانی ہے: وَمَنْ يَتَّقِ اللّٰهَ يَجْعَلْ لَّهُ مِنْ اَمْرِهٖ يُسْرًا

مطلب یہ کہ اللہ تعالیٰ متقی کے کاموں میں آسانی اور سہولت پیدا فرما دیتا ہے۔

یعنی متقی کے "سب کام آسان"۔

چوتھا فائدہ: اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

وَمَنْ يَتَّقِ اللّٰهَ يُكَفِّرْ عَنْهُ سَيِّاٰتِهٖ

یعنی اللہ تعالیٰ اس کے گناہوں کو مٹا دیتا ہے۔

"یعنی متقی کے سارے گناہ معاف"

پانچواں فائدہ: یہ ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کے نیک اعمال کا اجر بڑھا دیتے ہیں، اللہ تعالیٰ کا پاک ارشاد ہے: وَيُعْظِمْ لَهٗ اَجْرًا یعنی "کریں گے کم ملے گا زیادہ"

چھٹا فائدہ: اللہ رب العزت کا فرمان ہے:

اِنْ تَتَّقُوا اللّٰهَ يَجْعَلْ لَّكُمْ فُرْقَانًا

اللہ تعالیٰ حق و باطل کی سمجھ اور صحیح و غلط کی پہچان عطا فرما دیتے ہیں۔

"یعنی دھوکے سے حفاظت۔"

اور بالآخر اسی تقویٰ کی برکت سے انسان جنت کا مستحق ہو جاتا ہے۔ جیسا کہ قرآن کریم کا اعلان ہے: اُعِدَّتْ لِلْمُتَّقِيْنَ۔

"یعنی متقی کے لیے ہمیشہ کا عیش"

مذکورہ بالا تمام فائدے اور منافع اللہ تعالیٰ نے قرآنِ حکیم میں متقیوں کے لیے بیان

فرمائے ہیں۔ الغرض متقی کو اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی طرف سے بے شمار اعزاز و اکرام سے نوازا جاتا ہے۔ قرآنِ کریم کی متعدد آیات میں اللہ تعالیٰ نے متقیوں کے لیے مدد ونصرت، تعظیم وتکریم، علم وحکمت، گناہوں کی معافی، نیک کاموں کے اجر میں اضافہ، کاموں میں سہولت وآسانی، غم اور پریشانیوں سے نجات، رزق میں وسعت، ارادوں میں کامیابی، اللہ کی محبت، کمالِ عبدیت، اور جنت میں قربِ خداوندی کا وعدہ فرمایا ہے۔
(نضرۃ النعیم جلد ۴ ص ۱۰۸۲)

تقویٰ کیسے حاصل کریں

تقویٰ اختیار کرنے اور متقی بننے کے لیے نہ کسی مخصوص وظیفہ کی حاجت ہے اور نہ کسی خاص عمل کی ضرورت۔
کچھ بھی کرنا نہیں،
ہاں کچھ بھی نہیں کرنا ہے!
یقین جانیے کچھ بھی نہیں کرنا ہے!
صرف چھوڑ دینا ہے۔
ہاں! صرف چھوڑ دینا ہے۔
یقین جانئے، صرف چھوڑ دینا ہے!
اب آپ سے پوچھتا ہوں کہ کسی کام کا کرنا مشکل ہے یا چھوڑ دینا؟
یقیناً، آپ کا جواب یہی ہوگا کہ کسی کام کا چھوڑ دینا تو بہت آسان ہے۔
بس تقویٰ حاصل کرنے کے لیے صرف ایک کام، جو کرنا نہیں ہے، یعنی گناہ چھوڑ دینا ہے
گناہوں کے چھوڑنے کا پکا ارادہ کر کے نفسانی خواہشات کو دباتے رہنا ہی حصولِ تقویٰ کا سبب اور متقی بننے کا ذریعہ ہے۔
مثال کے طور پر حج، ارکانِ اسلام میں سے ایک اہم رکن ہے۔ اللہ تعالیٰ نے جب حج کا حکم دیا تو یہ تو ہدایت فرمائی کہ جب حج کا ارادہ کر لو تو شہوت کی باتوں سے بچو، فسق وفجور

اور لڑائی جھگڑوں سے دور رہو، نیکی کے کام کرو، اسی کو زادِ راہ بناؤ، اس لیے کہ بہترین زادِ راہ، تقویٰ ہے۔ گویا، حج ادا کرتے ہوئے اپنے نفس کو شہوات سے، زبان کو گالی اور بدگوئی سے، ہاتھ پاؤں کو جنگ وجدال سے بچانا اور بھلائی کے کاموں میں لگے رہنا ہی وہ طرزِ عمل ہے، جسے قرآن مجید نے یہاں تقویٰ کہا ہے، اور ساتھ ہی یہ وضاحت بھی ہے کہ اگر کوئی حاجی سفر میں اور حج کے دوران، اپنے ساتھ یہ سامانِ سفر نہیں رکھتا تو بہت ممکن ہے کہ وہ کسی موقع پر اپنے سارے عمل ہی کو ضائع کردے۔

نیز اللہ تبارک وتعالیٰ نے قرآن کریم میں تقویٰ کا حکم فرمانے کے بعد یہ ارشاد فرمایا ہے کہ صادقین کی صحبت اختیار کرو۔ شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد زکریا صاحبؒ نے ایک دفعہ علماء کو خطاب کرتے ہوئے فرمایا کہ میری پوری زندگی کا نچوڑ یہ ہے کہ پانچ کام کرلو متقی بن جاؤ گے۔

۱۔ اہل اللہ کی مصاحبت: یعنی اللہ والوں کی صحبت میں رہنا

۲۔ ذکراللہ پر مداومت: یعنی پابندی کے ساتھ اللہ کا ذکر کرنا

۳۔ گناہوں سے محافظت: یعنی برائیوں سے بچنا

۴۔ اسبابِ گناہ سے مباعدت: یعنی گناہ کے ذرائع اور مواقع سے دور رہنا

۵۔ سنتوں پر مواظبت: یعنی سنتوں کا مکمل اہتمام کرنا

ہم ایمان والوں پر اللہ تعالیٰ کی کتنی بڑی مہربانی ہے کہ ہماری زندگی تقویٰ سے آراستہ کرنے کے لیے رمضان المبارک کی شکل میں ایک ایسا موقع دیا ہے کہ اس میں تھوڑی سی کوشش اور معمولی مجاہدے کے ذریعہ انسان متقی بن سکتا ہے۔ ہاں! مگر شرط یہ ہے کہ اس مہینے کے اعمال اس طرح انجام دیئے جائیں جیسا کہ اس کا حق ہے اور جس سے مطلوبہ فائدہ حاصل ہوتا ہے۔ ورنہ رمضان المبارک کا روزہ تو مسئلہ کے اعتبار سے ادا ہو جائے گا، مگر ایسے روزے سے تقویٰ حاصل نہیں ہوسکتا ہے۔

دوستو! ہم لوگوں نے اس سے پہلے بھی بہت سے روزے رکھے ہیں، اور رمضان کے چند مخصوص اعمال کیے ہیں، لیکن ان کی وجہ سے ہم میں سے کتنے لوگ متقی بنے؟

اگر نہیں ہے، تو غور کرنا چاہئے کہ اس کی کیا وجہ ہے؟
کیا نعوذ باللہ، رمضان المبارک کے مہینے کی یہ خصوصیت ختم ہوگئی کہ یہ متقی بنانے والا مہینہ ہے، یا پھر وجہ یہ ہے کہ ہم نے رمضان کے اصل مقصد پر دھیان نہیں دیا اور چند رسمی اعمال کے ساتھ رمضان المبارک کو گزار دیا؟
اسی طرح ہم اپنے بارے میں غور کریں کہ اس سے پہلے جب ہم نے روزہ رکھا تھا تو کیا یہ ارادہ کر کے رکھا تھا کہ یہ روزہ ہمیں بہت اچھا بنا کر رکھنا ہے؟ ان روزوں کو ایسے طریقے پر رکھنا ہے کہ ان کی برکت سے ہم متقی بن جائیں، یا یوں ہی رکھ لیا تھا؟
ہم خود اپنے بارے میں سوچیں کہ کیا کبھی ہم نے یہ ارادہ کیا کہ اس مرتبہ ایسا روزہ رکھیں گے جو میرے اللہ کو پسند آجائے؟ یا صرف عادتاً رکھ لیا تھا!
آپ کا جواب، چاہے جو کچھ بھی ہو، میرے سمجھ میں تو یہی آرہا ہے کہ ہم نے اب تک روزہ برائے روزہ ہی رکھا۔ بغیر کسی ارادے کے رکھا۔ اس لیے روزہ رکھا کہ رمضان کا مہینہ ہے، سب لوگ روزہ رکھتے ہیں، ہمیں بھی رکھ لینا چاہئے، اور عادتاً روزہ رکھنے کے لیے بس یہ کافی ہے کہ صبح کو سحری کھا لیا، دن بھر بھوکے رہ لیے، اور شام کو دس پندرہ آئٹم سے افطاری کر لیا۔
دوستو! اگر روزہ اسی کا نام ہے تو ایسے روزے کا کیا فائدہ!
حدیث پاک میں ہے کہ جو شخص روزہ رکھ کر جھوٹ سے باز نہ آئے اللہ تعالیٰ کو اس کے بھوک اور پیاس کی کوئی ضرورت نہیں۔
اگر میں آپ سے سوال کروں کہ آپ دنیا میں کوئی کام کرنا چاہتے ہیں تو کیا صرف یہ چاہتے ہیں کہ کام ہو جائے، چاہے جیسا بھی ہو؟
یا یہ چاہتے ہیں کہ کام بہت اچھا ہو؟
مثال کے طور پر کسی ڈگری والے کو نوکری چاہیے، وہ اپنی نوکری کی تلاش میں نکلا، تو کیا اس کی خواہش صرف یہ ہوتی ہے کہ نوکری مل جائے، چاہے جیسی ہو، کہیں واچ مین بن جائے، کہیں چپراسی بن جائے، یا یہ فکر ہوتی ہے کہ ڈگری اور سیلری کے اعتبار سے اچھی

سے اچھی نوکری ملے؟ ظاہر ہے کہ ہر شخص کی خواہش یہ ہوتی ہے کہ اس کا ہر کام بہت اچھے طریقے پر ہو۔

اسی طرح جب ہمیں گھر بنانا ہوتا ہے تو ہم کیا کرتے ہیں؟ کیا یہ فکر نہیں ہوتی کہ کسی اچھے آرکیٹک سے مل کر پہلے اس کا خوبصورت نقشہ تیار کرایا جائے تاکہ مکان ایسا بنے جو آرام دہ اور راحت والا ہو، کھڑکیاں کشادہ ہوں جس سے ہُوا اور روشنی کی سہولت ہو۔ پھر اس کے ساتھ یہ فکر بھی ہوتی ہے کہ دیوار اور فرش پر ٹائلس کیسی لگائی جائے؟ دروازے اور کھڑکیوں کی ڈیزائن کیسی ہو؟ کھڑکی اور دروازے کے پردے کس طرح کے ہوں؟ گھر بنانے سے پہلے ان تمام باتوں کا خیال آتا ہے۔ اور یہ کوئی بری بات بھی نہیں، مگر سوال یہ ہے کہ ہمارا یہ خیال اور ہماری یہ فکریں دنیوی ساز وسامان اور دنیا کی فانی نعمتوں تک ہی کیوں محدود رہ جاتی ہیں؟ دینی اعمال اور آخرت کی زندگی میں ہمیشہ کام آنے والی عبادتوں کے سلسلے میں ہماری یہ فکریں کیوں نہیں ہوتیں؟ ہم دنیا اور آخرت کے سلسلے میں ایسی دوہری پالیسی کیوں اختیار کرتے ہیں کہ فانی گھر بنانے کے لیے آرکیٹک کو فیس دیکر اس کے مشورے حاصل کرتے ہیں اور رمضان المبارک کے روزے، جن پر اللہ تعالی نے لافانی جنت کا وعدہ کیا ہے، اس کو بہتر بنانے کے لیے کسی مفتی، عالم اور اللہ والے سے معلوم نہیں کرتے کہ ہم رمضان میں تقویٰ حاصل کرنا چاہتے ہیں تو ہمیں کیا کیا کرنا چاہیے اور کیا کیا چھوڑنا چاہیے۔

اور مثال کے طور پر عید کے لیے آپ کپڑے لے چکے ہوں گے، یا اگر نہیں لیا ہے تو اب لیں گے، ہاں یہ بھی یاد رکھیے کہ عید کے لیے کپڑے اور عید کی تیاری رمضان المبارک سے پہلے رجب یا شعبان ہی میں ہوجانی چاہیے۔ رمضان المبارک کپڑے سلانے اور خریداری کرنے کا مہینہ نہیں ہے، اور رمضان المبارک کا مہینہ اس کام کے لیے نہیں کہ اپنی بیویوں کو لے کر مارکیٹ میں گھوما جائے اور خریداری کی جائے۔

بہر حال! عید کے لیے کپڑے سلاتے ہوئے ہمارا کیا ارادہ ہوتا ہے؟ ہم سب کی خواہش تو یہی ہوتی ہے کہ کپڑے اچھے سے اچھے سلائیں، اپنے بجٹ میں کپڑا بھی بہتر

سے بہتر ہو اور سلائی بھی عمدہ ہو اگر کپڑے کی پہچان نہیں ہوتی تو دوستوں کو ساتھ لے جاتے ہیں۔ خلاصہ یہ کہ دنیا میں جو آدمی ذرا بھی شعور رکھتا ہو اسے ہر کام سے پہلے یہ فکر ضرور ہوتی ہے کہ میرا ہر کام بہت اچھے طریقے پر ہو۔ مگر دوستو

یہی نیت، ہم رمضان کے سلسلے میں کیوں نہیں کرتے!

یہی نیت، ہم نماز کے سلسلے میں کیوں نہیں کرتے!

یہی نیت، ہم ذکر اور تلاوت کے سلسلے میں کیوں نہیں کرتے!

رمضان المبارک میں ہم، بکثرت تلاوت کرتے ہیں، مگر ہماری تلاوت کا حال یہ ہے کہ مسجد میں آئے، قرآن کھولا، اور تلاوت کے لیے بیٹھ گئے۔ کیا کبھی تلاوت سے پہلے ہم نے یہ سوچا کہ ہم جس طرح تلاوت کرتے ہیں، اس طرح کی تلاوت اللہ تعالیٰ کو پسند آئے گی؟ حالاں کہ ہم کپڑے پہن کر آئینے میں دیکھتے ہیں کہ کپڑا اچھا لگتا ہے کہ نہیں؟ فٹنگ برابر ہے کہ نہیں؟ چہرہ بنواتے ہیں تو آئینہ میں دیکھتے ہیں کہ کوئی بال چھوٹا تو نہیں! اگر کچھ کمی معلوم ہوتی ہے تو نائی سے کہتے ہیں کہ بھائی یہ بال ذرا رہ گیا ہے اسے نکال دو۔ ہم نے زندگی بھر یہ سوچا کہ ہماری ہر چیز لوگوں کو اچھی لگے، ہم لوگوں کو اچھے لگیں، لیکن کیا کبھی ہم نے یہ بھی سوچا کہ ہم اپنے اللہ کو بھی اچھے لگیں!

ہم اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی اچھے لگیں!

دوستو! یہ رمضان اپنے آپ کو اچھا بنانے کا مہینہ ہے۔ اس مہینہ میں ہم ایسے اچھے بن جائیں کہ اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو اچھے لگنے لگیں! اس کے لیے ہمیں رمضان المبارک کو اچھا بنانا ہوگا۔ ان ایام کی ہمیں قدر کرنی ہوگی۔ اب سوال یہ ہے کہ رمضان اچھا کیسے بنتا ہے؟ اور اس مہینے کی قدردانی کیا ہے؟ اور کن اعمال سے ہمارا روزہ خراب ہوجاتا ہے؟

تو ہم سب کو جان لینا چاہیے کہ اچھا روزہ وہ ہے جس میں گناہ نہ ہو اور جس روزے میں گناہ نہ ہو وہ ہمیں اچھا بنا دیتا ہے.... اچھا بنا دیتا ہے یعنی متقی بنا دیتا ہے۔ اب وہ سارے انعام جو تقویٰ پر ہیں، ہمیں حاصل ہوجائیں گے، دونوں جہان میں ہماری

جیت ہوگی، جہاں ہماری اچھی چاہتوں اور خواہشوں کی انتہا ہوگی، اللہ پاک اس سے بہت زیادہ..... اور بہت زیادہ عطا فرمائیں گے۔ دنیا میں بے تاج بادشاہت، اور جنت میں حقیقی بادشاہت ملے گی۔ ایسی بادشاہت کہ ہر خواہش صرف ارادے پر، بغیر اسباب اختیار کیے حاصل ہوگی۔ کتنے دنوں کے لیے؟

کتنے سال کے لیے؟

سوچا نہیں جا سکتا

سمجھا نہیں جا سکتا

اور جو چیز سوچ سمجھ سے باہر ہو، اُسے مانگا کیسے جا سکتا ہے؟

پھر ایسی ایسی عطائیں کیا کر کے ملیں گی؟

کتنے حج کر کے؟

کتنے عمرے کر کے؟

کتنی نمازیں پڑھ کر؟

کتنی تلاوت کر کے؟

کتنا ذکر کر کے؟

کتنے صدقے اور خیرات کر کے؟

یہ ساری عبادتیں اور بھلے کام تو آپ کرتے ہی ہیں، کرتے رہیے، ہم آپ سے کرنے کو کچھ نہیں کہتے۔

متقی بننا ہے تو چھوڑنا پڑے گا۔

کیا چھوڑنا پڑے گا؟

گندے کام..... بری عادتیں

اچھا آپ بتائیے!

کیا یہ گندے گندے کام (گناہ) آپ کو اچھے لگتے ہیں؟

ہرگز نہیں، اس لیے کہ آپ مومن ہیں؟

سچ بتایئے!
کیا گناہ کے بعد آپ پچھتاتے نہیں!
آپ دل ہی دل میں کتنے بے چین ہوتے ہیں! اور آیندہ کے لیے طے کرتے ہیں کہ اب نہیں کریں گے۔
بس اسی ''نہ کرنے والے ارادہ کو'' پکا کر لیجیے!
اس پر جمے رہیے!
جمے رہنے کی توفیق اللہ سے مانگیے!
بس متقی بن جائیں گے۔
اور اگر پھر کبھی، نفس وشیطان دھوکہ دیدیں تو فوراً توبہ کیجیے!
اللہ پاک سے گڑگڑا کر معافی مانگ لیجیے!
اللہ پاک اپنے ہیں، بہت مہربان ہیں، معافی کا دروازہ بند نہیں کرتے، وہ تو آواز لگاتے ہیں، او... دن کے گنہ گارو! رات ہوگئی... توبہ کرلو... میں معاف کردوں گا۔ صبح میں آواز لگواتے ہیں، او... رات کے گنہ گارو! مجھ سے معافی مانگ لو... میں بڑا معاف کرنے والا ہوں۔
کبھی تو فرماتے ہیں کہ میں تمھیں سزا دے کر کیا کروں گا؟ میں تمہارا، مہربان رب، تمہارے بہت سے گناہ تو یونہی معاف کردیتا ہوں۔
اس لیے کبھی بشری کمزوری اور نفس وشیطان کے دھوکے میں آکر گناہ کر بیٹھیں تو توبہ میں دیر نہ کریں، فوراً توبہ کریں۔
توبہ کے بعد آپ پھر متقی ہوگئے۔
حضرت تھانویؒ نے لکھا ہے کہ متقی رہنا اتنا ہی آسان ہے جتنا باوضو رہنا۔ جب وضو ٹوٹ جائے تو نیا وضو بنالیں، اسی طرح جب گناہ ہوجائے تو فوراً توبہ کرلیں۔ پھر متقی ہوجائیں گے۔
اس لیے عرض کر رہا تھا کہ متقی بننے کے لیے کچھ کرنا نہیں ہے... صرف گناہ چھوڑ دینا ہے۔ ہم سے چھوڑنے کا کام بھی نہ ہوا، تو کرنے کے کیا کریں گے۔ اور کریں گے بھی

تو ویسا ہی کریں گے جیسا کر رہے ہیں۔ جس پر اللہ کی طرف سے کوئی وعدہ نہیں۔
ہمارے کرنے پر اللہ تعالیٰ پکڑ نہ فرمائیں، تو ان کی مہربانی۔
اس لیے دوستو! پکا ارادہ کریں کہ اس مہینے میں گناہ کے کام نہیں کریں گے۔
حدیث پاک کا مفہوم ہے کہ گناہ سے روزہ پھٹ جاتا ہے۔ اور پھٹی ہوئی چیز کوئی قبول نہیں کرتا۔
ایک دفعہ میں نے کالینہ سے سانتا کروُز جاتے ہوئے، بس کنڈکٹر کو پانچ روپے کا نوٹ دیا، ساڑھے چار روپے کا ٹکٹ لینا تھا، نوٹ تھوڑا سا پھٹا ہوا تھا۔
اس نے کہا مولانا، دوسرا نوٹ دیجیے۔
میں نے پوچھا، کیا نوٹ نقلی ہے؟
اس نے کہا نقلی نہیں ہے، پھٹا ہوا ہے۔
میں نے اس سے کہا کہ ان نوٹوں کو آپ اپنے گھر تو لے جائیں گے نہیں، لے جا کر بینک میں جمع کر دیں گے۔
اس نے کہا: مولانا! اس نوٹ پر ہم ٹکٹ نہیں دے سکتے۔
میں نے اس سے کہا! ٹکٹ ساڑھے چار روپے کا ہے، تم پانچ روپیے رکھ لو، اور ٹکٹ دے دو۔
اس نے کہا: مولانا! حجت مت کرو اگر دوسرا اچھا نوٹ دینا ہے تو دو، ورنہ یہیں اتر جاؤ۔
دوستو! کیا یہ سوچنے کی بات نہیں، کہ ساڑھے چار روپیے کا ٹکٹ، پانچ کے پھٹے نوٹ میں نہیں ملتا، تو کیا ہمیشہ ہمیش کی جنت ہمارے پھٹے روزے کے بدلے مل جائے گی؟ جس نوٹ پر ریزرو بینک (Reserve Bank) کی مہر لگی ہوئی ہوتی ہے، گورنر کی سائن اس پر موجود ہوتی ہے، جسے کوئی نقلی نہیں کہہ سکتا، وہ نوٹ اگر ذرا سا پھٹ جائے تو اس سے بس کا ٹکٹ نہ ملے، اور پھٹے روزے پر جنت مل جائے! یہ کیسے ہو سکتا ہے۔
اس لیے ہم اپنا محاسبہ کریں اور اپنے دل سے پوچھیں کہ ہم نے روزہ کیوں رکھا ہے۔ اگر ہم نے روزہ اس لیے رکھا ہے کہ ہمیں جنت ملے تو ہم روزے کو گناہوں سے پھاڑنا چھوڑ دیں گے، اور یہ خواہش تو ہر روزہ دار کی ہوتی ہے کہ اس کا روزہ قبول ہوجائے، مگر

نفس کے دھوکے اور غفلت کی وجہ سے بسا اوقات اپنا محاسبہ نہیں کر پاتا، غفلت کے ساتھ روزہ گذر جاتا ہے اور اس کے انوار و برکات روزے دار کو حاصل نہیں ہوتے۔ حالاں کہ نفس کے ساتھ اگر تھوڑا مجاہدہ کر کے اس ماہِ مبارک کو ہم نے اچھا بنالیا تو اللہ کی ذات سے کامل یقین ہے کہ پورا سال اچھا بن جائے گا۔ اور اچھے روزے اور رمضان کی برکت سے ہم متقی بن جائیں گے۔

رمضان میں تقویٰ حاصل کرنا آسان کیوں؟

رمضان میں گناہوں کا چھوڑنا اور تقویٰ حاصل کرنا بہت آسان ہے، اس کی وجہ یہ ہے کہ گناہ کی ترغیب دینے والی دو طاقتیں ہیں

(۱) نفس (۲) شیطان

ان میں سے شیطان تو قید کردیا جاتا ہے، اور بچا نفس، تو وہ بھی روزے اور تراویح کی برکت سے ادھ مُرا سا (نہایت کمزور) ہوجاتا ہے اور کمزور دشمن کا مقابلہ آسان ہوتا ہے۔ اس کے برخلاف غیر رمضان میں یہ بات آسان نہیں ہوتی۔ یہاں یہ سمجھ لینا بھی ضروری ہے کہ نفس وشیطان جو گناہ کراتے ہیں اس کی دو قسمیں ہیں:

(۱) ظاہر کے گناہ: جیسے زنا، چوری، بدنگاہی وغیرہ

(۲) باطن کے گناہ: جیسے حسد، کینہ اور خود بینی وغیرہ

شریعت نے ان دونوں قسم کے گناہوں کے چھوڑنے کا مطالبہ کیا ہے:

ارشادِ خداوندی ہے: "وَذَرُوْا ظَاهِرَ الْاِثْمِ وَبَاطِنَهٗ" یعنی ظاہری اور باطنی دونوں طرح کے گناہوں سے بچو۔

لیکن اکثر ہوتا یہ ہے کہ ہم ایک حد تک ظاہری گناہوں سے تو بچ جاتے ہیں، یا کم از کم گناہوں سے بچنے کی کوشش کرلیتے ہیں، لیکن باطنی گناہوں میں پوری طرح ملوّث ہونے کے باوجود ان سے توبہ تو دوٗر کی بات ہے ان کے گناہ ہونے کا خیال تک بھی نہیں آتا۔ اِلا ماشاء اللہ۔ پھر ہماری نمازیں، تراویح، روزے سب انھیں گناہوں کے ساتھ ہوتے ہیں، جس کی وجہ سے ہمارے اعمال سے ہمیں مطلوبہ فائدہ حاصل نہیں ہو پاتا۔

اس لیے ظاہر کے گناہوں کے ساتھ ساتھ باطنی گناہوں سے بھی توبہ ضروری ہے۔اور سچی توبہ کر لینا یہ راستوں کو کھول دیتا ہے۔

اب اگر ہم نے رمضان میں توبہ نہیں کیا، اور ہمت وارادہ کر کے نفس وشیطان کا مقابلہ نہیں کیا تو غیر رمضان میں نفس وشیطان کا مقابلہ بہت مشکل ہو جائے گا۔ پھر تو پورے سال اپنی عادت اور معمول کے گناہوں میں ملوّث رہیں گے۔

رمضان المبارک میں گناہوں کا چھوڑ دینا آسان ہو جاتا ہے اس کی اور بھی وجہیں کتابوں میں لکھی ہیں:

پہلی وجہ: قرآنِ کریم کی مشہور تفسیر جلالین میں لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ کے بعد اَلْمَعَاصِیَ فَاِنَّهٗ یُکَسِّرُ الشَّھوۃَ اَلَّتِیْ ھِیَ مَبْدَؤُھَا مذکور ہے۔

(جلالین مع جمل ج ۱ ص ۲۳۶)

یعنی روزہ رکھنے کا مقصد گناہ چھوڑنا ہے، اور یہ گناہوں کا چھوڑنا روزہ رکھنے کی وجہ سے بالکل آسان ہو جاتا ہے، کیوں کہ روزہ کی وجہ سے وہ شہوت مغلوب ہو جاتی ہے جو سارے گناہوں کی جڑ ہے۔جیسا کہ ایک حدیث شریف سے اس کی تائید ہوتی ہے، کہ ایک موقعہ پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے نوجوانوں کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا کہ تم میں سے جو نکاح کرسکتا ہو وہ تو نکاح کرلے، کیوں کہ اس کی برکت سے نگاہیں نیچی ہو جائیں گی اور شرم گاہ کے غلط استعمال سے آدمی محفوظ رہے گا، اور اگر کوئی نان ونفقہ وغیرہ کی کمی کی وجہ سے نکاح نہ کرسکتا ہو تو وہ روزے رکھے، کیوں کہ روزہ شہوت کو مار دیتا ہے۔

دوسری وجہ: انسان جو گناہ کرتا ہے عموماً یا تو وہ شہوتِ بطن (کھانے پینے کی خواہش) کا نتیجہ ہوتے ہیں یا شہوتِ فرج (جماع کی خواہش) کا۔اور روزہ نام ہی ہے کھانے پینے اور جماع سے رکنے کا۔اس لیے روزے میں پوری طرح ان دونوں شہوتوں کا سدِّ باب ہو جاتا ہے۔اس لیے روزہ رکھنے سے گناہ کا چھوٹ جانا یا کم از کم ان میں کمی آجانا یقینی ہے۔

تیسری وجہ: انسانی فطرت ہے کہ جو چیز نفس کے نزدیک جتنی محبوب اور مرغوب ہوتی

ہے اس سے بچنا نفس پر اُتنا ہی شاق ہوتا ہے، اور کھانے پینے، نیز جماع کی خواہش ورغبت انسان کے نزدیک تمام چیزوں سے زیادہ ہے اور جب روزے میں آدمی اللہ کے حکم کو پورا کرتے ہوئے ان خواہشات سے بچ جاتا ہے تو اس کی برکت سے دوسری معمولی لذتوں کا ترک کردینا اس کے لیے آسان ہوجاتا ہے۔ (تفسیر کبیر)

یہی وجہ ہے کہ رمضان میں تقویٰ حاصل کرنا بہت آسان ہوجاتا ہے جو غیر رمضان میں مشکل ہوتا ہے۔ اس لیے ہم سب دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ ہم سب کو کامل تقویٰ عطا کرے اور ہم اس کے حصول کی پوری پوری کوشش بھی کریں۔

تقویٰ کے حصول کی مشق اس طرح کریں

جس طرح دنیا کی چیزیں حاصل کرنے کے لیے ہم اسباب اختیار کرتے ہیں، ان کے لیے طرح طرح کے جتن کرتے ہیں، تجربہ کاروں سے مشورہ کرتے ہیں؛ اسی طرح تقویٰ حاصل کرنے کے لیے بھی، ہمیں اسباب اختیار کرنا پڑے گا، جاننے والوں سے معلوم کرنا پڑے گا اور اس کے مطابق عمل کے لیے خود کو آمادہ کرنا پڑے گا۔

مثال کے طور پر اگر آپ کو ایک مکان خریدنا ہے تو اللہ تعالیٰ سے دعا مانگتے ہیں، اور جاننے والوں سے مشورہ کرتے ہیں، اور صرف دعا اور مشورہ پر ہی اکتفا نہیں کرتے، بل کہ جہاں مکان لینا ہوتا ہے وہاں جاتے ہیں، ایجنٹ سے یا مکان والے سے بات کرتے ہیں، اس کے کاغذات (Documents) وغیرہ دیکھتے ہیں، وغیرہ غیرہ۔ پھر جا کر مکان کی خریداری پوری ہوتی ہے۔ اسی طرح تقویٰ کے حصول کے لیے بھی ہمیں چند کام کرنے ہوں گے۔ صرف متقی بننے کا ارادہ کرلینا ہی کافی نہیں۔

جذبات پہ ہی اپنے نہ مجذوب شاد رہ
جذبات ہیچ ہیں، جو مرتب عمل نہ ہو

پہلا کام

پہلا کام یہ کریں کہ رمضان المبارک سے پہلے ہی صلاۃ التوبہ پڑھ کر پچھلے تمام گناہوں سے سچی پکی توبہ کریں۔ اللہ تعالیٰ سے کہیں کہ اے اللہ ! ہماری زندگی نافرمانیوں

میں گذر گئی، آج ہم سچے دل سے توبہ کرتے ہیں آپ ہمیں معاف فرما دیجیے۔ دل لگا کر عاجزی کے ساتھ توبہ واستغفار کریں پھر صلاۃ الحاجۃ پڑھ کر اللہ تعالیٰ سے اس ماہِ مبارک کی رحمتوں اور برکتوں کا سوال کریں کہ اے اللہ! رمضان المبارک آ رہا ہے، ہزاروں رحمتوں، نعمتوں اور برکتوں کے ساتھ آ رہا ہے، آپ نے فرمایا ہے کہ یہ مہینہ تقویٰ حاصل کرنے کا مہینہ ہے، اے کریم اللہ ہمیں کامل تقویٰ دیجیے، رمضان المبارک کی جتنی رحمتیں اور جتنے انعامات واحسانات ہیں جتنے انوار وتجلیات ہیں ہم کو ان سب سے مالا مال فرما دیجیے۔ آپ نے متقی بنانے والا مہینہ بھیجا ہے، ہم آپ کے محتاج بندے ہیں، آپ سے مانگتے ہیں کہ آپ ہمیں تقویٰ دے دیجیے۔ اپنی کامل محبت دیجیے، کامل نور دیجیے، ایسا نور دیجیے جو محسوس ہو سکے۔

دوستو! اللہ کے سامنے رو رو کر ایسے مانگیں جس طرح بچہ لپٹ لپٹ کر مانگتا ہے، کیسا مچلتا ہے، پیر پکڑ کر لپٹ جاتا ہے، ضد کرتا ہے کہ

نہیں نہیں

ہم کو دیجیے ... ہم کو دیجیے

دیجیے نا

ہم کو دے ہی دیجیے

کوئی بچہ جب ہم سے اس طرح مانگتا ہے تو اس پر ہم کو پیار آ جاتا ہے اور بچے کو دے دیتے ہیں، تو ہم بھی اللہ تعالیٰ سے ایسے ہی مانگیں۔ اپنی دعاؤں میں یہ دعا مانگنے کا بھی اہتمام کریں کہ اے اللہ ہمیں آپ اپنی پسند کا روزہ رکھنے کی توفیق دیجیے، اس مبارک ماہ کی برکت سے ہمیں متقیوں کا امام بنا کر اولیائے کاملین کی منتہا تک پہنچا دیجیے۔

دوسرا کام

دوسرا کام یہ کریں کہ گناہوں کہ مواقع سے اپنے آپ کو بہت بچائیں، اس لیے کہ گناہوں سے دل کی روحانیت لٹ جاتی ہے۔ کسی انسان کو جب کسی جگہ لوٹ لیے جانے کا اندیشہ ہو، اس کے باوجود بھی وہ اپنی حفاظت نہ کرے، تو ظاہر ہے کہ لُٹ جائے گا۔ اگر آپ کو

معلوم ہو کہ بس اسٹاپ پر تین جیب کترے کھڑے ہیں اور آپ کی جیب میں پیسہ ہو تو آپ جیب کو ایسے ہی چھوڑ کر چڑھیں گے یا پوری طرح اس کا دھیان رکھیں گے؟ ظاہر ہے کہ پوری طرح دھیان رکھیں گے؛ بل کہ کئی کئی بسیں بھی چھوڑ دیں گے کہ اس میں بھیڑ بہت ہے۔ اگر کوئی اور ساتھ ہو گا تو اس سے کہیں گے کہ تم پیچھے رہنا میں آگے چڑھتا ہوں، کیوں کہ پتہ ہے کہ اگر یہاں پر غفلت کی تو اپنا مال کھو دیں گے، بالکل اسی طرح اگر رمضان المبارک میں ہم نے اپنی نیکیوں کی حفاظت نہیں کی اور گناہوں کے مواقع سے خود کو نہیں بچایا تو کمائی ہوئی ساری نیکیاں برباد ہو جائیں گی۔

تیسرا کام

تیسرا کام جو بہت اہم ہے اور جس کے بغیر تقویٰ کا حصول ناممکن ہے وہ یہ کہ دین کے ہر شعبے میں اپنا محاسبہ کریں، علما سے معلوم کر کے دین کے ہر شعبہ کی اپنی بے دینی سے توبہ کریں اور اپنی پوری زندگی سنت و شریعت کے سانچے میں ڈھالنے کی کوشش کریں۔

حصولِ تقویٰ کے لیے دین کے ہر شعبے میں محاسبہ ضروری

کامل متقی بننے کے لیے ضروری ہے کہ دین کے ہر شعبے میں اللہ تبارک وتعالیٰ کے حکموں کی کامل تابعداری کی جائے۔ اور کامل تابعداری کے لیے ضروری ہے کہ ہم دین کے پانچوں شعبے، ایمانیات، عبادات، معاملات، معاشرت اور اخلاقیات میں اپنی زندگی کا محاسبہ کریں اور دیکھیں کہ دین کے کس شعبے میں، ہمارے اندر کہاں کہاں کمزوری ہے۔ جہاں اپنی کوتاہیاں نظر آئیں ان سے توبہ کریں اور آیندہ ان سے بچنے کے پوری کوشش کریں۔

عبادات

مثلاً اپنی عبادات میں غور کریں کہ

ہماری نماز کیسی ہے؟

قرآن کی تلاوت کس طرح کرتے ہیں؟

ذکر کرتے ہوئے اللہ کا دھیان رہتا ہے یا نہیں؟

اگر رمضان المبارک سے پہلے یہ ساری عبادتیں، خلافِ سنت اور دل لگائے بغیر کرتے رہے ہوں، تو اب طے کرلیں کہ غفلت کی عبادت سے توبہ کرکے، سنت کے مطابق دھیان والی عبادت کریں گے۔ اور اس سلسلے میں اللہ والوں سے رابطہ کریں گے۔

نماز کے بارے میں بہت سارے بیانات ،ہماری ویب سائٹ پر سن سکتے ہیں۔ اڈریس یہ ہے: www.shariat.info

یاد رکھیں! جس کی نماز اچھی ہوتی ہے اس کا سب کچھ اچھا ہو جاتا ہے۔

اس کی زندگی اچھی

اس کی موت اچھی

اس کی قبر اچھی

اس کا حشر اچھا

اس کا انجام اچھا

اس کا ہر کام اچھا

سنتیں آتی چلی جاتی ہیں

رسمیں چھوٹتی چلی جاتی ہیں

اللہ سے محبت بڑھ جاتی ہے

رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت بڑھتی جاتی ہے

اور یہ محبت جب کمال کو پہنچتی ہے تو ایمان والے کو کمال تک پہنچا دیتی ہے

اور پھر کرنے والے کام کا کرنا آسان ہو جاتا ہے

اور چھوڑنے والے کام کا چھوڑنا آسان ہو جاتا ہے

اور آگے جن شعبوں کا بیان آنے والا ہے ان شعبوں کے بنانے میں بھی یہ 'نماز' اہم کردار ادا کرتی ہے۔

اگر آپ کے ذمہ قضا نمازیں ہیں تو اس کا مسئلہ پوچھ کر اس کی ادائے گی شروع کردیں،

رمضان المبارک میں نفلوں کے بجائے قضا نمازیں پڑھنی چاہیے۔

معاملات

عبادات کے بعد اپنے معاملات کا بھی جائزہ لیجیے۔

آج حقوق العباد کے سلسلے میں کوتاہی بہت عام ہوگئی ہے۔ دین داری، بس نماز روزے تک ہی رہ گئی ہے۔ حضرت سفیان ثوریؒ فرماتے ہیں کہ کوئی شخص اللہ تعالیٰ کی ستر (۷۰) نافرمانیاں لے کر قیامت کے میدان میں پہنچے تو یہ اس سے ہلکا جرم ہے کہ کسی بندہ کا ایک حق اپنے ذمہ لے کر میدانِ قیامت میں حاضر ہو، کیوں کہ اللہ تعالیٰ بے نیاز اور بندے محتاج ہیں۔ اس لیے ان کے حقوق کی ادائیگی کا دھیان رکھنا ضروری ہے۔

معاملات دین کا ایک بہت اہم شعبہ ہے۔ عبادات کے ذریعہ کمائی ہوئی نیکیاں، معاملات کے مسائل نظر انداز کرنے کی وجہ سے دوسروں کے حوالے کردی جاتی ہیں۔ درِ مختار میں لکھا ہے کہ کسی کے ذمہ تین پیسے قرض کے رہ جائیں تو قیامت میں اس کی سات سو نمازیں قرض خواہ کو دلائی جائیں گی۔

معاملات کے مسائل میں وراثت کا مسئلہ جس قدر اہم اور قابل توجہ ہے، عام طور سے اس میں اسی قدر غفلت اور بے توجہی برتی جارہی ہے۔ اگر آپ نے واقعی رمضان المبارک کے ذریعہ اپنی زندگی بدلنے کی نیت کر رکھی ہے، تو امید ہے کہ آپ نے بہنوں اور دوسرے حصہ داروں کا حق ادا کر دیا ہوگا، اور اگر خدانخواستہ ابھی تک ادا نہیں کیا تو کسی مفتی سے مسئلہ معلوم کر کے جلد از جلد ادائیگی کی کوشش کریں۔

حقوق العباد کے سلسلے میں بیوی کے مہر کا معاملہ بھی نہایت اہم ہے۔

حدیث میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جو شخص کسی عورت سے نکاح کرے اور اس کا کچھ مہر مقرر کرے، پھر یہ نیت رکھے کہ اس کے مہر میں سے اس کو کچھ نہ دے گا یا اس کو پورا نہ دے گا تو وہ شخص زانی ہو کر مرے گا۔ (حقوق العباد، ص: ۳۰)

اس لیے اس طرف دھیان دینا نہایت ضروری ہے۔

اگر آپ تاجر ہیں، اور کاروبار بھی جائز کرتے ہیں، تو یہ نہ سمجھیں کہ کاروبار جائز ہے تو پھر

اس میں مسئلہ معلوم کرنے کی کیا ضرورت! یاد رکھئے! جائز کاروبار میں ہی مسئلہ معلوم کرنے کی ضرورت ہوتی ہے، ناجائز تو سرے سے ناجائز ہے، ناجائز میں مسئلہ پوچھنے کی ضرورت ہی نہیں! وہ کسی صورت میں جائز نہیں ہوسکتا۔

اس لیے جائز کاروبار کے مسائل علماء سے معلوم کیجئے۔ تاجر کے لیے کاروبار کے مسائل کا جاننا اتنا ہی ضروری ہے جتنا نماز اور روزے کے مسائل کا جاننا ضروری ہے، بل کہ اس سے بھی کہیں زیادہ! کیوں کہ کاروبار سے بندوں کے حقوق وابستہ ہوتے ہیں اور بندوں کے حقوق میں کوتاہی کرنے سے آخرت میں بہت بڑے نقصان کا سامنا کرنا پڑے گا۔

اگر اب تک کاروبار کے مسائل پوچھنے کا اہتمام نہیں تھا، تو اب طے کر لیجیے کہ علما سے پوچھیں گے۔

کیا پوچھیں گے؟.... اور کیسے پوچھیں گے؟

تو پوچھنے کی بہت سے باتیں ہیں مثلاً

خریدنے کے شرائط

بیچنے کے شرائط

پیمنٹ کے شرائط

کیش ڈسکاؤنٹ

کیش ڈسکاؤنٹ پر رعایتیں کن کن شکلوں میں؟

ادھار مال میں، کتنے دن کا ادھار؟

کتنا فی صد بڑھا کر؟

اور جتنے دن کا ادھار تھا، اتنے دن میں پیمنٹ (payment) نہیں آیا تو اب بڑھا کر لینا کیسا؟

جائز ہے یا ناجائز؟

یہ ساری باتیں، اسی طرح بے شمار باتیں پوچھنے کی ہیں۔

اور ایک عام مسئلہ یہ ہے کہ کسی نے کوئی جگہ بیچی، خریدنے والے نے کچھ اڈوانس دیا اور

باقی پیمنٹ کے لیے کچھ وقت لیا، وقت گذرنے کے بعد، بار بار یاددہانی کے باوجود بھی اس نے پیمنٹ نہیں دیا، آخر سودا کینسل کرنا پڑا، اس کینسی لیشن (Cancellation) کے بعد، اڈوانس دیا ہوا پیسہ 'فارفٹ' (forfiet) ہوجاتا ہے، اس کا مطلب یہ ہے کہ اڈوانس دی ہوئی رقم واپس نہیں ملتی۔ ایسا کرنا جائز ہے یا ناجائز ہے؟ معاملات اور لین دین میں ایسی بہت سی چیزیں ہیں جو پوچھنے کی ہیں، اور پوچھنے کے بعد بھی اندازہ لگتا ہے کہ اس میں تو ہمارا نقصان ہوجائے گا۔

ہمیں خوب سمجھ لینا چاہیے کہ شریعت پر چل کر کبھی کسی کا نقصان نہیں ہوا، اور رہی مقدر کی روزی، تو کم نہیں ہوتی۔

رمضان المبارک کے ذریعے اپنی زندگی بدلنے کی نیت ہوتو ان تمام باتوں کی فکر کرنا ضروری ہے۔ فکر کے ساتھ کوشش اور کوشش کے ساتھ ساتھ دعا کا بھی اہتمام کرنا چاہیے کہ اللہ تعالیٰ ہمارے تمام معاملات کو عین شریعت کے مطابق کردے۔

معاشرت

انسان دنیا میں مل جل کر رہتے ہیں اور ضرورتیں آپس میں ایک دوسرے سے وابستہ ہوتی ہیں، ملنے جلنے اور ساتھ رہنے والوں میں گھر کے افراد بھی ہوتے ہیں اور رشتہ دار بھی، پڑوسی بھی ہوتے ہیں اور دوست واحباب بھی۔ پھر آدمی جہاں کاروبار یا ملازمت کرتا ہے، وہاں کے لوگوں کے ساتھ بھی رہتا ہے۔ اس طرح سے مل جل کر رہنے کو معاشرت کہتے ہیں۔ ان تمام لوگوں کے ایک دوسرے پر کچھ حقوق ہوتے ہیں اور کچھ فرائض۔ ان کی رعایت کرنا اور ہر ایک کے ساتھ خیر خواہی کا برتاؤ کرنا اسلامی معاشرت کا تقاضہ ہے۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم میں سے کوئی شخص اس وقت تک ایمان کی حقیقت کو نہیں پاسکتا جب تک کہ اُس میں یہ صفت پیدا نہ ہوجائے کہ جو بات وہ اپنے لئے پسند کرتا ہے وہ اپنے مسلمان بھائی کے لئے بھی پسند کرنے لگے۔

معاشرت کے سلسلے میں اللہ تبارک وتعالیٰ نے قرآن کریم میں اور اللہ کے رسول ﷺ نے احادیث میں تفصیلی احکامات دیے ہیں، ان کو معاشرت کے احکام کہتے ہیں جو دین کا ایک اہم شعبہ ہے۔ عام طور سے لوگ اس کو دین نہیں سمجھتے، اس لیے نہ معاشرت کے مسائل پوچھتے ہیں اور نہ ان پر عمل کرتے ہیں۔

رمضان المبارک میں کامل تقویٰ حاصل کرنے کے لیے ضروری ہے کہ ہم معاشرت کے شعبے میں بھی اپنا جائزہ لیں۔ مثلاً ہمارے گھروں میں، اگر رمضان المبارک سے پہلے شرعی پردہ نہیں تھا، تو گھر میں شرعی پردہ لانے کی کوشش کریں۔

مثال کے طور پر رمضان سے پہلے اگر گھر میں بھتیجا آتا جاتا رہا ہے، جو بالغ ہے۔ اور بڑی امی یا چچی کہتا ہوا اندر چلا جاتا ہے اور پردے کے بغیر بڑی امی، یا چچی سے، یا اپنی چچازاد بہنوں سے آپا اور باجی کہہ کر باتیں کیا کرتا ہے، اب اگر اس رمضان میں وہ گھر آتا ہے تو اس سے کہہ دیں کہ دیکھو بیٹا!

ہم نے اس رمضان المبارک میں تقویٰ حاصل کرنے کا ارادہ کیا ہے اور ہم نے یہ طے کر لیا ہے کہ رواجی پردے کو چھوڑ کر، شرعی پردہ کریں گے، اس لیے تم جب بھی گھر میں آؤ تو اطلاع کر کے آیا کرو تا کہ مستورات پردہ کر لیا کریں۔

دیکھو بیٹا! گھر تمہارا ہے۔ بار بار آؤ جاؤ، تمہارے آنے سے ہمیں خوشی ہوتی ہے، جب چاہے آؤ، مگر ان مستورات کے ساتھ بے پردہ باتیں کرنا شریعت کے خلاف ہے۔ آیندہ اس کا خیال رکھو۔

یا مثلاً شادی بیاہ کی رسمیں جو ہم رمضان المبارک سے پہلے کیا کرتے تھے اب موقع آئے تو کسی عالمِ دین سے یا کسی اللہ والے سے اس کا شرعی طریقہ معلوم کریں، کہ ہم نے رمضان المباک کے ذریعہ زندگی بدلنے کا پختہ ارادہ کر لیا ہے لہٰذا آپ ہمیں شادی کا شرعی طریقہ بتلا دیجیے کہ فلاں کام شریعت کی روشنی میں کیسے کروں؟

اگر رمضان المبارک سے پہلے ہم نے ایسا نہیں کیا تو یہ سمجھ لیں کہ ہم کو صرف روزے رکھنے کا شوق ہے۔ ایسے روزے سے تقویٰ کی صفت نہیں حاصل ہو سکتی۔ ہاں فرض تو ادا

ہوجائے گا۔ دکان کھولنے کا فرض ادا کیا جائے اور آمدنی نہ ہو تو کیا خیال ہے؟ فرض کی ایسی ادائے گی پر آپ کیسے راضی رہیں گے! اس لیے جس طرح ہمیں دنیا کے کاموں میں اچھے نتیجے کی فکر ہوتی ہے، اسی طرح دین کے کاموں میں بھی بہتر سے بہتر نتیجے کی فکر اور کوشش ہونی چاہیے۔

اخلاقیات

دین کے شعبوں میں سے ایک اہم شعبہ اخلاق ہے۔ حدیث پاک میں ہے کہ کامل ایمان والا وہ مومن ہے جس کے اخلاق اچھے ہوں۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: بلاشبہ قیامت کے روز سب سے زیادہ بھاری چیز جو مومن کے ترازو میں رکھی جائے گی وہ اس کے اچھے اخلاق ہوں گے۔ پھر فرمایا: بلاشبہ بد اخلاق سے اللہ تعالیٰ کو دشمنی ہے۔ (ترمذی)

تمام انبیا علیہم السلام اچھے اخلاق والے تھے اور اللہ پاک نے اپنے آخری نبی ﷺ کو اخلاق کے سب سے اونچے مقام پر فائز کیا تھا۔

اخلاق کے سلسلے میں حضرت تھانویؒ فرماتے ہیں کہ احادیث کے تتبّع (غور خوض) سے معلوم ہوتا ہے کہ تمام اخلاق کا خلاصہ یہی ہے کہ انسان کی ذات سے کسی کو تکلیف نہ پہنچے۔ رمضان المبارک میں کامل تقویٰ کے حصول کے لیے اپنے اخلاق کی درستگی کا بھی خیال رکھنا چاہیے۔

دین کے مذکورہ شعبوں سے متعلق اختصار کے ساتھ یہ چند باتیں میں نے اس لیے عرض کر دیں تاکہ اندازہ ہو سکے کہ زندگی کے کن کن شعبوں میں ہم نفس و شیطان کے بہکاوے میں مبتلا ہیں اور کہاں کہاں صحیح علم کی اور علمائے دین کی رہنمائی کی ہمیں ضرورت ہے۔

جو کچھ کریں علما سے پوچھ کر کریں

اگر ہمارا ارادہ یہ ہے کہ اس رمضان المبارک میں ہمیں کامل تقویٰ حاصل کرنا ہے تو دین کے وہ شعبے، جو اوپر بیان ہوئے ان کے بارے میں علما سے معلوم کرنا پڑے گا۔ چھوٹی بڑی بہت سی باتیں بار بار پوچھنی پڑیں گی، اور یہ پوچھنے اور معلوم کرنے کا سلسلہ لگا ہی رہے گا۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں یہ حکم فرمایا ہے: "فَاسْئَلُوْٓا اَهْلَ الذِّكْرِ اِنْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ" (سورہ انبیاء آیت نمبر ۷)

پوچھو جاننے والوں سے، اگر تم نہیں جانتے۔

اگر کوئی یہ سوچے کہ ہم کو تو سب معلوم ہے، ہمیں پوچھنے کی کیا ضرورت؟ تو رمضان المبارک کا مہینہ غفلت میں گزر جائے گا اور اندیشہ ہے کہ یہ مہینہ رحمت و مغفرت کا سبب بننے کے بجائے کہیں ہلاکت اور بربادی کا مہینہ نہ بن جائے اور ایسے بدنصیب کو حضرت جبرئیل علیہ السلام کی بددعا اور حضرت نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا اس پر آمین کہنا، دنیا و آخرت میں برباد نہ کر دے۔

اس لیے یہ بات نہایت ضروری ہے کہ جاننے والوں کے پاس جا کر رمضان المبارک گذارنے کا ڈھنگ سیکھا جائے۔

نفس وشیطان ہمیں یہ سمجھاتے رہتے ہیں کہ

"ہم سب جانتے ہیں"

"ہمیں تو سب کچھ معلوم ہے"

رمضان میں کرنا ہی کیا پڑتا ہے؟

تراویح پڑھ لی، سحری کھالی، روزہ رکھ لیا، افطار کرلیا، بس ہو گیا رمضان۔

عام طور سے لوگوں کے ذہن میں یہی بات ہوتی ہے۔

نہ پوچھنے کی بیماری

آج دین کی بات نہ پوچھنے کی بیماری اس طرح عام ہو چکی ہے کہ دن میں پانچ مرتبہ پڑھی جانے والی نماز کے بارے میں بھی نہیں پوچھتے کہ کن باتوں سے نماز خراب ہوتی ہے، اور کن باتوں سے نماز اچھی بنتی ہے۔

ہماری نماز تو ہمیں ہی اچھی نہیں لگتی، تو اللہ پاک کو کیا اچھی لگے گی۔

اور ''نہ پوچھنے کی یہ وبا'' اس قدر عام ہوئی کہ ہر ایک اس میں مبتلا ہو گیا، الا ماشاء اللہ

مسجد، مدرسے کا ٹرسٹی نہیں پوچھتا

حاکم نہیں پوچھتا، محکوم نہیں پوچھتا

سیٹھ نہیں پوچھتا، ملازم نہیں پوچھتا

تاجر نہیں پوچھتا، کاشتکار نہیں پوچھتا

ارے یہ تو دنیا دار ہیں... نہیں پوچھتے... چلو یہ پوچھیں یا نہ پوچھیں

غضب تو یہ ہے کہ دین دار نہیں پوچھتا... آج کا دین دار... آج کا دین دار کون؟

ڈاڑھی، ٹوپی کرتا پاجامہ، دین داروں جیسا حلیہ بنا کر، ایک فی صد جاننا اور ننانوے فی صد باتیں نہ جاننا۔ اور پھر اس جہالت کے باوجود اس کا متمنی رہنا کہ ہمیں لوگ دین دار کہیں۔ یہ ہے آج کا ''دین دار''، بالکل ایسے ہی جیسے آج کا قرض دار سیٹھ....

گھر لون loan (قرض) پر... آفس لون Loan پر... گاڑی لون loan پر، اور سب کے سامنے یہ ظاہر کرتا ہے کہ میں بہت بڑا سیٹھ ہوں۔ سبحان اللہ!

قرض کے بوجھ سے لدا ہوا، لاکھوں روپے سود کے بھرتا ہے۔ اور چاہتا ہے کہ میرے نام کے آگے لوگ سیٹھ لگا کر مجھ سے بات کریں۔ حالاں کہ رات کی نیند، دن کا چین سب گنوا چکا۔ (اللہ پاک ایسا سیٹھ بننے سے سب کی حفاظت فرمائے)

آج کا دین دار بھی حلیہ بنا کر، چند رکعتیں پڑھ کر... وہ بھی مکمل بے دلی کے ساتھ۔ مخلوق کو دل میں لے کر، اللہ کے گھر میں جاتا ہے، پوری نماز میں مخلوق سے باتیں کرتا

رہتا ہے، اور پھر مخلوق کے ساتھ ہی واپس آجاتا ہے، کسی نماز کے بعد ... اپنی نماز کی کوتاہیوں پر کوئی غم نہیں، نماز میں اللہ یاد آیا، نہ آیا۔ کوئی فکر نہیں۔ اس لیے کہ جب اس کی یاد کے لیے گئے ہی نہیں تھے، تو اللہ یاد آئے نہ آئے سب برابر۔

ایسی غفلت بھری نماز پڑھنے والا نمازی جو اللہ کے گھر جا کر، اللہ کو یاد نہ کرے، وہ بازار میں اللہ کو کیا یاد کرے گا۔

جو مسجد میں جا کر دین دار نہ بنا.. وہ بازار میں جا کر دین دار کیسے بنے گا!... جس کے پاس مسجد کا دین نہ ہو، نماز کا دین نہ ہو، اس کے پاس معاملات، معاشرت اور اخلاق کا دین کیا ہوگا! اس کے دین کا تو دیوالیہ نکلا ہوا ہے۔ اور پھر اس کی چاہت یہ ہے کہ لوگ ہمیں دین دار کہیں۔

غیبت کر کے، بہتان لگا کر اپنی نیکیاں دوسروں کو دیا... دوسروں کا گناہ اپنے سر لیا... قیامت کا مفلس... ہمیشہ کا مفلس... پھر جو اس کو دین دار نہ کہے اس سے ناراض۔

جیسا ''قرض دار سیٹھ''۔

''آج کے دین دار'' کو نفس و شیطان نے سمجھا رکھا ہے کہ ''تمہیں تو سب آتا ہے'' اور وہ اسی میں مطمئن اور مگن ہے۔ نہ پوچھتا ہے اور نہ پوچھنے کی ضرورت محسوس کرتا ہے۔

جس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ جو نماز تقریبا چالیس رکعتیں روز پڑھتا ہے؛ وہ بھی مسائل نہ پوچھنے کی وجہ سے زندگی بھر غلط پڑھتا رہتا ہے، جب اس کی نمازوں کا یہ حال ہے تو جو روزہ سال میں ایک مہینہ ہی رکھنا ہے۔

جو بیس رکعت تراویح سال میں ایک مہینے ہی پڑھنی ہے

جو حج زندگی میں ایک دفع کرنا ہے

جو عمرہ کبھی کبھی کرنا ہے

اس کو جاننے اور معلوم کرنے کی کیا فکر کرے گا!... اور نہ جاننے کی بس ایک ہی وجہ ہے

''اپنے کو جاننے والا سمجھنا..... اور جاننے والوں سے نہ پوچھنا''

جاننے والے کون؟.... علما۔

علما سے کاٹنے کی سازش

پوچھنے کی بات آگئی تو یہ بھی عرض کردوں، اور یہ بات نہایت سنجیدگی کے ساتھ سمجھ لینے کی ہے کہ مسلمانوں کے خلاف باطل کی خفیہ سازشوں میں سے ایک زبردست سازش یہ ہے کہ امت کو علما سے کاٹ دیا جائے۔ یہ حقیقت ہمیں معلوم ہو یا نہ ہو، باطل طاقتیں یہ بات بخوبی جانتی ہیں کہ امت جب تک علما سے جڑی رہے گی، اور اپنے کاموں کو علما سے پوچھ پوچھ کر کرتی رہے گی، اسلام کے خلاف، باطل کی کوئی تدبیر کارگر نہیں ہوسکے گی۔

آپ میں سے کچھ لوگ شاید میری اس بات کو بے بنیاد سمجھیں؛ مگر باطل کی یہ تدبیر... اس قدر پوشیدہ... رازدارانہ طور پر... اور ایسی قوت کے ساتھ... منظم طور پر چلائی جارہی ہے کہ اچھے اچھے لوگ اس کے شکار ہو چکے ہیں۔ اللہ نہ کرے کہ وہ اپنی سازش میں کبھی کامیاب ہوں، مگر حقیقت تو یہی ہے۔

چناں چہ مسلمانوں کو علما سے کاٹنے کی سازش کا اعتراف خود انگریز مورخین نے بھی کیا ہے۔ ہندوستان کی پہلی جنگ آزادی میں انگریزوں سے بغاوت کا فتویٰ مشہور عالمِ دین اور محدِّث، شاہ عبدالعزیز محدِّث دہلویؒ نے، اور اس کے بعد مولانا شاہ فضل حق خیر آبادی نے ۱۷۷۹ء میں دیا تھا۔ اور اس سلسلے کی آخری جنگ ۱۸۵۷ء میں لڑی گئی تھی۔ اس جنگ کے بعد انگریز وائسرائے برطانیہ نے، اپنے مشیروں کو بلایا اور رپورٹ طلب کی کہ جنگِ آزادی کے بعد ہندوستان میں تمہاری حکومت کیسے قائم رہ سکتی ہے۔ بہت ساری رپورٹیں جمع ہوئیں۔ اس وقت، میں آپ کو صرف ایک رپورٹ کا خلاصہ سناتا ہوں:

ڈاکٹر وِلیم (Dr.William) جو اس وقت ہندوستان کے بہت بڑے سیاست دانوں میں تھا، اس نے لکھا:

''جنگ آزادی صرف مسلمانوں نے لڑی ہے اور ابھی مسلمانوں کے دلوں میں جذبۂ جہاد موجود ہے۔ اُس وقت تک ہم ان پر حکومت نہیں کرسکتے جب تک اُن کے دلوں سے

جہاد کے جذبہ کو نہ مٹا دیا جائے، اور اس کا ایک ہی طریقہ ہے کہ

ہندوستان سے علما اور قرآن کریم کو ختم کر دیا جائے۔"

چناں چہ انگریزوں نے اس رپورٹ کے مطابق عمل کرنا شروع کر دیا اور ۱۸۶۱ء میں تین لاکھ قرآنِ کریم کے نسخے جلائے گئے۔ پھر اس کے بعد علما کو ختم کرنے کی منظم سازش کی گئی اور ۱۸۶۴ء سے ۱۸۶۷ء تک تین سالوں میں انگریزوں نے چودہ ہزار علما کو پھانسی کے تختے پر لٹکایا۔ انگریز مورخ ٹامسن کی رپورٹ ہے:

کہ دلّی کے چاندنی چوک سے لے کر خیبر تک کوئی درخت ایسا نہیں تھا جس پر علما کی گردنیں نہ لٹکی ہوں۔ ٹامسن کہتا ہے کہ

علما کو سُؤروں کی کھالوں میں بند کر کے جلتے ہوئے تنوروں میں ڈال دیا جاتا۔

علما کے جسموں کو تانبے سے داغا جاتا۔

علما کو ہاتھیوں پر کھڑا کر کے درختوں پر باندھ دیا جاتا اور ہاتھیوں کو نیچے سے چلا دیا جاتا۔

ٹامسن کہتا ہے کہ لاہور کی شاہی مسجد کے صحن میں انگریز نے پھانسی کا پھندا بنایا تھا، جس میں ایک ایک دن میں اَسّی اَسّی علما کو پھانسی دی جاتی تھی۔ لاہور کے دریا راوی میں اَسّی اَسّی علما کو بوریوں میں بند کر کے ڈالا جاتا اور اوپر سے گولیوں کا نشانہ بنا دیا جاتا تھا۔

ٹامسن کہتا ہے کہ مجھے ایک مرتبہ دہلی میں مردار کی بو محسوس ہوئی، میں اپنے خیمے کے پیچھے گیا تو کیا دیکھتا ہوں کہ آگ کے انگارے دہک رہے ہیں، اتنے میں چالیس علما کو لایا گیا، ان کے کپڑے اتارے گئے اور انگاروں پر ڈال دیا گیا، وہ کہتا ہے کہ میرے دیکھتے ہی دیکھتے اور چالیس علما کو لایا گیا، ان کے کپڑے بھی اتارے گئے، انگریز نے کہا کہ مولویو! جس طرح ان چالیس کو پکا دیا گیا، تمھیں بھی پکا دیا جائے گا، تمہارے بچنے کی صورت صرف یہ ہے کہ تم کہہ دو کہ ۱۸۵۷ء کی جنگِ آزادی میں ہم شریک نہیں تھے۔ ٹامسن کہتا ہے، مجھے پیدا کرنے والے کی قسم! تمام علما ایک ایک کر کے آگ میں ڈال دیے گئے، لیکن کوئی عالم ایسا نہیں تھا جس نے انگریز کے سامنے اپنی گردن جھکائی ہو۔

دوستو! غور کریں کہ ان واقعات میں صرف علما ہی کو نشانہ کیوں بنایا گیا؟